﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد23 | جمعۃ المبارک13 مئی 2016ء | 06/شعبان 1437 ہجری قمری ❁ 13/ہجرت 1395 ہجری شمسی | شمارہ20

عالمی امن کی تعلیم

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

آج کے دن تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر حرام اور اسی طرح قابل احترام ہیں جس طرح تمہارا یہ دن، تمہارا یہ شہر اور یہ مہینہ واجب الاحترام ہے۔

(بخاری کتاب المناسک باب الخطبۃ ایام منیٰ حدیث نمبر 1623)

ان (مقربین الٰہی) کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ آسمان سے باران رحمت کی مانند نازل ہوتے ہیں جسے بنجر زمین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ وہ بنجر زمین کو سرسبز و شاداب کر دیتے ہیں۔ ان کے سینے نور سے لبریز اور دل سرور سے بھرپور ہوتے ہیں۔ وہ آسمان کے ستارے، خشک زمین کے سمندر اور جسموں کی روح ہوتے ہیں۔ ان کی دعا آسمان کو بھر دیتی ہے اور ان کا رونا فرشتوں کو رُلا دیتا ہے۔ وہ ان لوگوں کو زندہ کرنے کے لئے جو موت کے کنارے پر کھڑے ہیں خود موت قبول کر لیتے ہیں۔

’’ان (مقربین الٰہی) کی ایک علامت یہ ہے کہ انہیں ان کے ربّ کی طرف سے فصیح کلام عطا کیا جاتا ہے کسی انسان کے لئے یہ ممکن نہیں ہوتا کہ ویسا کلام کر سکے اور نہ ہی ان کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ رحمان کے بندے فصیح کلام کی ایسی ہی آرزو رکھتے ہیں جیسے وہ عمدہ معارف کی تمنا کرتے ہیں، پس وہ جو بھی طلب کرتے ہیں انہیں دیا جاتا ہے۔ اللہ کی اپنے اولیاء کی بابت یہ عادت جاری ہے کہ (پاک) دل کی طرح انہیں (فصیح) زبان بھی عطا کی جاتی ہے۔ اللہ ہی انہیں بلواتا ہے اور وہ اس کے بلانے سے بولتے ہیں اور جس طرح ایک عورت کو بحالت حمل کسی کھانے کی شدید اشتہا ہوتی ہے تو اس کا خاوند اس کے لئے اس کی خواہش کے مطابق وہ کھانا مہیا کرتا ہے بعینہٖ اسی طرح ان مقربین الٰہی کے اندر بھی جب روح پھونکی جاتی ہے تو اللہ کی طرف سے ان کے اندر خواہشات پیدا کی جاتی ہیں نہ کہ نفس امّارہ کی طرف سے۔ اور ان کی خواہشات انہیں عطا کی جاتی ہیں اور وہ محروم نہیں کئے جاتے۔ اسی طرح مجھے اللہ کی طرف سے کلام عطا کیا گیا ہے اگر تم شک کرتے ہو تو لاؤ ہماری اس کتاب کی مثل پیش کرو۔

ان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ آسمان سے باران رحمت کی مانند نازل ہوتے ہیں جسے بنجر زمین کی طرف لے جایا جاتا ہے اور وہ (مقربین) لوگوں کو اپنے پانی کی طرف کپڑے سے اشارہ کر کے بلاتے ہیں۔ اور وہ اپنی کشش کی طاقت سے لوگوں کے دلوں کو ان کے سینوں سے کھینچ لیتے ہیں اور وہ لوگ ان کی طرف دوڑ پڑتے ہیں اور ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے۔

ان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ دوسروں تک نور پہنچانے میں بخیل شخص کی طرح نہیں ہوتے اور نہ ہی کم دودھ دینے والی اونٹنی کی طرح ہوتے ہیں اور وہ بخل نہیں کرتے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جن کا ہمنشین بھی نامراد نہیں رکھا جاتا اور نہ ہی ان سے اُنس رکھنے والا کبھی رُسوا ہوتا ہے۔ وہ خود مبارک ہوتے ہیں اور دوسروں کو برکت دیتے اور انہیں سعادت بخشتے ہیں۔ وہ بنجر زمین کو سرسبز و شاداب کر دیتے ہیں اور مردہ دلوں کو زندہ اور دولتہائے گزشتہ کو بازیاب اور پیش آمدہ بلاؤں کو ردّ کرتے ہیں۔ منقطع تعلقات کو جوڑتے ہیں اور جن دریاؤں کا پانی کھینچ لیا جاتا ہے اور وہ خالی ہو جاتے ہیں انہیں بھر دیتے ہیں۔ دین کا جو حصہ ویران ہوا اُسے آباد کرتے ہیں۔ ان کے سینے نور سے لبریز اور دل سرور سے بھرپور ہوتے ہیں۔ وہ آسمان کے ستارے، خشک زمین کے سمندر اور جسموں کی روح ہوتے ہیں اور زمین کے لئے میخوں کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے اللہ سے جو عہدِ وفا باندھا ہوتا ہے وہ اسے بدلتے نہیں اور وہ بدل دیئے جاتے ہیں اور وہ ابدال ہوتے ہیں جن کے اندر اللہ خود تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ وہ ایسے قطب ہوتے ہیں جو متزلزل نہیں ہوتے۔ وہ اللہ کی خاطر ایستادہ ہو جاتے ہیں اور نفس امّارہ کو اس کی جڑ سے کاٹ دیتے ہیں اور وہ اللہ کے ہر حکم پر قائم رہتے ہیں۔ وہ غموں میں زندگی گزارتے ہیں۔ وہ ایک بسیار خور شخص جیسی زندگی بسر نہیں کرتے۔ وہ پیر فرتوت کی طرح ظاہری غسل پر ہی قناعت نہیں کرتے بلکہ وہ مسابقت کرتے ہوئے ایسے جاری چشمے کی طرف دوڑتے ہیں جو ان کے نفوس کو پاک و صاف کر دے اور وہ گدلے پانی کا قصد نہیں کرتے۔

وہ جنگ کے موقع پر لوگوں کے لئے اللہ کی طرف سے محافظ ہیں۔ وہ مخلوق کے وجود کے لئے بمنزلہ سر ہیں اور مخلوق خدا کے سمندر میں دُرِّ مکنون۔ وہ نفس امّارہ کے ساتھ بڑی جنگ میں فتحیاب ہوتے ہیں پھر اس کے بعد وہ اللہ ربّ العزت کے اِذن سے دلوں کو فتح کرتے ہیں اور غالب آتے ہیں اور وہ موت کے بعد نئی زندگی پاتے ہیں۔ اور جب لوگ ان سے نفرت کرتے ہیں تو وہ محبت کی خوشبو بکھیرتے ہیں اور تم ان جیسا کوئی ناخدا نہیں پاؤ گے جب پانی اپنی طغیانی پر ہو اور مصیبت شدت اختیار کر جائے اور آہ و بکا بلند ہو تو ایسے موقع پر وہ اس خدا کے اِذن سے جس نے انہیں مُرسَل بنا کر بھیجا ہوتا ہے شفاعت کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور جب دل حلق تک پہنچ جائیں وہ بحالت تضرع کھڑے ہو جاتے ہیں اور سجدوں میں گر جاتے ہیں تب ان کی دعا آسمان کو بھر دیتی ہے اور ان کا رونا فرشتوں کو رُلا دیتا ہے۔ ان کے تقویٰ کے باعث ان کی دعا سنی جاتی ہے۔ پس لوگ اس آزمائش سے نجات دیئے جاتے ہیں جس سے وہ بے چین ہوتے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو زمین سے چمٹ جاتے ہیں اور پے در پے آنے والی آفات کے وقت وہ اپنے لگاتار سجدوں میں زمین پر پڑے رہتے ہیں اور آنسوؤں سے زمین کو تر کر دیتے ہیں اور تمام مصائب دُور کرنے والے اللہ کے سامنے اندھیری راتوں میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسے صدق دل کے ساتھ وہ اپنے پروردگار کی جانب متوجہ ہوتے ہیں جو خالق کائنات کو راضی کر دے اور وہ ان لوگوں کو زندہ کرنے کے لئے جو موت کے کنارے پر کھڑے ہیں خود موت قبول کر لیتے ہیں۔ پس وہ تقدیر بدل دیتے ہیں اور موت کو اختیار کر کے شفاعت کرتے ہیں اور مشقت برداشت کر کے راحت پہنچاتے ہیں اور تکلیف اٹھا کر موانست و ملاطفت کرتے ہیں۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین مع علامات المقرّبین۔ (مع اردو ترجمہ) صفحہ 84 تا 88)

تربیتِ اولاد اور انصار اللہ کی ذمہ داریاں

(قرآن وحدیث اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں)

قسط: 3

تربیتِ اولاد کے سنہری اصول

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کرام نے تربیتِ اولاد کے سلسلے میں ہمارے سامنے جو سنہری اصول، گُر اور طریق رکھے ہیں وہ سب ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ اُن کا مطالعہ، اُن پر غور وفکر اور صحیح معنوں میں عمل درآمد اس نہایت اہم ذمّہ داری کی احسن رنگ میں انجام دہی کے لئے حد درجہ ممد ومعاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

دعائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچوں کی تربیت کے کام پر روشنی ڈالتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:

''ہدایت اور تربیتِ حقیقی خدا کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے۔ یہ ایک قسم کا شرکِ خفی ہے۔ اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہئے...... ہم تو اپنے بچوں کے لئے دعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آداب تعلیم کی پابندی کراتے ہیں۔ بس اس سے زیادہ نہیں۔ اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں۔ جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہو گا وقت پر سرسبز ہو جائے گا۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 309۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اس سلسلہ میں دعا کی اہمیت کا ذکر ایک جگہ یوں فرماتے ہیں:

'' کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوزِ دل سے دعا کرنے کو ایک حزب ٹھہرا لیں۔ اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے''۔

فرمایا ''مَیں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔

اوّل: اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اس کی عزت وجلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔

دوم: پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ اُن سے قرَّۃِ عَیْن عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرضیّات کی راہ پر چلیں۔

سوم: پھر اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدّام بنیں......''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 309۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بچوں کے حق میں منظوم دعاؤں کا نمونہ

دعا کرتا ہوں اے میرے یگانہ
نہ آوے ان پہ رنجوں کا زمانہ
نہ چھوڑیں وہ ترا یہ آستانہ
مرے مولیٰ انہیں ہر دم بچانا
نہ دیکھیں وہ زمانہ بیکسی کا
مصیبت کا، اَلَم کا، بیبسی کا
یہ ہو مَیں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

'' آئندہ نسلوں کی بقا کے لئے یہ نہایت اہم نسخہ ہے کہ جہاں ظاہری تدبیریں اور کوششیں ہو رہی ہیں جو اپنی اولاد کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے ایک انسان کرتا ہے وہاں دعا بھی ہو کیونکہ اصل ذات تو خدا تعالیٰ کی ہے جو اچھے نتائج پیدا فرماتا ہے۔ اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ وہ لوگ اپنی ذاتی صلاحیت سے اپنی اولاد کی تربیت کر رہے ہوتے ہیں تو یہ بھی خیال غلط ہے۔''

(خطبات مسرور جلد ہفتم صفحہ 459)

اور یہی وجہ ہے کہ میاں بیوی کو بھی اولاد کے لئے آپس میں تعلق قائم کرتے ہوئے بھی دعا کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔

پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''بچوں کی پیدائش کے وقت بھی اور پیدائش کے بعد بھی ہمیشہ بچوں کے نیک، صالح اور دیندار ہونے کی دعائیں کرتے رہنا چاہئے کیونکہ والدین کی دعائیں بچوں کے حق میں پوری ہوتی ہیں۔ اور یہی ہمیں اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور نصیحت ہے...... **والدین کا..... سب سے بڑا فرض ہے کہ پیدائش سے لے کر زندگی کے آخری سانس تک بچوں کے نیک فطرت اور صالح ہونے کے لئے دعائیں کرتے رہیں** اور ان کی جائز اور ناجائز بات کو ہمیشہ مانتے نہ رہیں۔ اور اولاد کی تربیت اور اُٹھان صرف اس نیت سے نہ کریں کہ ہماری جائیدادوں کے مالک بنیں...... اس کے ساتھ ہی بچوں کو بھی خوفِ خدا کرنا چاہئے کہ ماؤں کے حقوق کا خیال رکھیں، باپوں کے حقوق کا خیال رکھیں۔''

(خطباتِ مسرور جلد 1 صفحہ 158۔159)

پس تربیت کے لئے ضروری ہے کہ والدین اپنی تمامتر کوششوں کے ساتھ درد دل سے اپنے مولیٰ کے حضور بچوں کے لئے ہمیشہ دعا کرتے رہیں اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خوشخبری کو یاد رکھتے ہوئے کہ ماں باپ کی دعا اپنی اولاد کے حق میں ضرور قبول ہوتی ہے خاص طور پر اُن دعاؤں کا وِرد کرنا اپنا معمول بنا لیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اولاد کی تربیت کے لئے قرآن کریم میں ہمیں سکھلائی ہیں۔ ذیل میں چند قرآنی دعائیں ہدیۂ قارئین ہیں۔

اولاد کے حق میں قرآنی دعائیں

☆ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَکَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ۔ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا۔ إِنَّکَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ o (البقرۃ: 129)

ترجمہ: اے ہمارے رب! اور (ہم یہ بھی التجا کرتے ہیں کہ) ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار (بندہ) بنا لے اور ہماری اولاد میں سے بھی اپنی ایک فرمانبردار جماعت (بنا) اور ہمیں ہمارے (مناسبِ حال) عبادت کے طریق بتا اور ہماری طرف (اپنے) فضل کے ساتھ توجہ فرما۔ یقیناً تُو (اپنے بندوں کی طرف) بہت توجہ کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

☆ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنکَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّکَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ o (ال عمران: 39)

ترجمہ: اے میرے رب! تُو مجھے (بھی) اپنی جناب سے پاک اولاد بخش۔ تُو یقیناً دعاؤں کو بہت قبول کرنے والا ہے۔

☆ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِناً وَّاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَّعْبُدَ الأَصْنَامَ o رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيراً مِّنَ النَّاسِ فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّکَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ o رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُواْ الصَّلوٰةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ o (ابراھیم: 36-38)

ترجمہ: اے میرے رب! اس شہر (یعنی مکہ) کو امن والی (جگہ) بنا اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس بات سے دُور رکھ کہ ہم معبودانِ باطلہ کی پرستش کریں۔ اے میرے رب! انہوں نے یقیناً بہت سے لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے۔ پس جس نے میری پیروی کی وہ (تو) مجھ سے (تعلق رکھتا) ہے اور جس نے میری نافرمانی کی (اس کے متعلق بھی میری یہی عرض ہے کہ اس کو بخش دینا کیونکہ) تُو یقیناً بڑا ہی بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اے ہمارے رب! مَیں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو تیرے معزز گھر کے پاس ایک ایسی وادی میں جس میں کوئی کھیتی نہیں ہوتی لا بسایا ہے۔ اے میرے رب! (میں نے ایسا اس لئے کیا ہے) تا وہ عمدگی سے نماز ادا کریں۔ پس تُو لوگوں کے دل ان کی طرف جھکا دے۔ اور انہیں مختلف پھلوں سے رزق دیتا رہ تا کہ وہ (ہمیشہ تیرا) شکر کرتے رہیں۔

☆ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلوٰةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي۔ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ o (ابراھیم: 41)

ترجمہ: (اے) میرے رب! مجھے اور میری اولاد (میں سے ہر ایک) کو عمدگی سے نماز ادا کرنے والا بنا۔ (اے) ہمارے رب (ہم پر فضل کر) اور میری دعا قبول فرما۔

☆ فَهَبْ لِي مِن لَّدُنکَ وَلِيّاً o يَّرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيّاً o (مریم: 6۔7)

ترجمہ: پس تُو مجھے اپنے پاس سے ایک دوست (یعنی بیٹا) عطا فرما جو میرا بھی وارث ہو اور آلِ یعقوب (سے جو دین وتقویٰ ہم کو ورثہ میں ملا ہے اس) کا بھی وارث ہو۔ اور اے میرے رب اس کو (اپنا) پسندیدہ (وجود) بنائیو۔

☆ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا o (الفرقان 75)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

☆ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِينَ o (الصّٰفّٰت: 101)

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے نیکوکار اولاد بخش۔

☆ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ج إِنِّي تُبْتُ إِلَيْکَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ o (الاحقاف: 16)

ترجمہ: اور میری اولاد میں بھی نیکی کی بنیاد قائم کر۔ مَیں تیری طرف جھکتا ہوں اور میں تیرے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں۔

اور ہاں اولاد کے لئے دعا سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا یہ ارشاد بھی یاد رکھئے:

''پس بہت دعا کرنی چاہئے اپنی اولاد کے لئے۔ اور دعا صرف بچوں کی پیدائش کے بعد ہی نہیں، پیدائش سے پہلے بھی کرنی چاہئے۔ بعض دفعہ تو انبیاء نے ایسی دعائیں کیں کہ سینکڑوں سال بلکہ ہزاروں سال بعد آنے والوں کے لئے بھی انہوں نے دعائیں کیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ السلام نے خانہ کعبہ کی عمارت کو اٹھاتے ہوئے آنحضرت سید ولد آدم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو دعائیں کیں وہ ہزاروں سال بعد میں پیدا ہونے والے ایک بچہ ہی کے لئے تو دعا تھی۔ پس صرف یہی نہیں کہ اپنی اس اولاد کے لئے دعا کریں جو آپ کے سامنے حاضر کے طور پر پیش ہو چکی ہو بلکہ اس اولاد کے لئے بھی دعائیں کریں جس کا کوئی وجود ابھی نہیں بنا۔ اس اولاد کے لئے بھی دعائیں کریں جو نسلاً بعد نسلٍ پیدا ہوتی چلی جائے گی اور قیامت تک آپ کی ذریّت کے طور پر دنیا میں باقی رہے گی۔ تو ان سب کے لئے تقویٰ کی دعا کو اوّلیت دیں اور سب سے زیادہ اِسی دعا کی طرف توجہ کریں۔'' (خطبہ جمعہ 25 جون 1982ء بحوالہ خطبات طاہر جلد اوّل صفحہ 23,22)

اس کے علاوہ ایک بات اور بھی ضروری ہے کہ ہم جہاں خود اپنے بچوں کے لئے دعائیں کریں وہاں اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور بزرگوں کی خدمت میں بھی اپنے بچوں کے لئے دعا کی درخواست کرتے رہیں۔ حضرت عمرؓ حج پر جا رہے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے بھائی ہمیں دعا میں نہ بھولنا۔

پس ہم کون ہیں جو دوسروں سے دعائیں نہ لیں۔ اس لئے یہ بھی ضروری بات ہے کہ اپنے بچوں کے لئے ہم دوسروں سے بھی دعا کی درخواست کرتے رہیں۔

اپنے والدین کی خدمت، اُن کے لئے دعائیں اور بچوں کو ماؤں کی خدمت کی تلقین

قرآن مجید میں وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا کہہ کر والدین کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کا معاملہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ایک جگہ فرمایا کہ اگر ان پہ بڑھاپا آ جائے تو انہیں اُف تک نہ کہو، ان کی باتیں مانو۔ ایک جگہ فرمایا کہ یہ دعا کرو کہ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا۔ (بنی اسرائیل: 25)

بچوں کی اچھی تربیت کے لئے بھی ان سب احکامات پر ہمیں اپنے اپنے گھروں میں عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ ارشاد بھی ہمارے پیشِ نظر رہنا چاہئے کہ:

'' بعض لوگ خود تو ماں باپ کی خدمت کر رہے ہوتے ہیں جو بڑی اچھی بات ہے، کرنی چاہئے۔ لیکن اپنے بچوں کو اس طرح ان کی ماں کی خدمت کی طرف توجہ نہیں دلا رہے ہوتے جس کی وجہ سے پھر آئندہ نسل بگڑنے کا احتمال ہوتا ہے۔ تو آپ بھی ماں باپ کی خدمت کریں اور بچوں کی بھی اس طرح تربیت کریں کہ وہ اپنی ماؤں کی خدمت کرنے والے ہوں۔''

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 519)

(باقی آئندہ)............

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 400

مکرم احمد درویش صاحب

مکرم احمد درویش صاحب کا تعلق سیریا کے شہر حلب سے ہے جہاں ان کا احمدیت سے تعارف ان کے بھائی کے ذریعہ سے ان ایام میں ہوا جن میں سیریا کے حالات ابھی خراب ہورہے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ ہجرت کر کے ترکی چلے گئے جہاں انہیں دو سال قبل بیعت کرنے کی توفیق ملی۔

وہ اپنے احمدیت کی طرف سفر کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

دینی جوش اور اُس کے زوال کا سبب

میرا تعلق ایک متدیّن اور معتدل گھرانے سے ہے۔مَیں شروع سے ہی صوم وصلوٰۃ کا پابند اور باقاعدگی سے اعتکاف بیٹھنے کا عادی تھا۔ ہمارے ملک میں لازمی فوجی ٹریننگ کے دوران عمومی طور پر نمازوں اور عبادات کے بجا لانے پر پابندی ہوتی ہے لیکن مَیں اس ٹریننگ کے دوران بھی نماز فجر مسجد میں جا کر ادا کرتا تھا۔ چھاؤنی سے نکلتے وقت مجھ سے پوچھا جاتا تھا تو مَیں برملا کہہ دیتا تھا کہ میں نمازِ فجر کی ادائیگی کے لئے جا رہا ہوں، اور خدا کا فضل ہے کہ مجھے کسی نے کبھی نہیں روکا۔

لازمی فوجی ٹریننگ ختم کرنے کے بعد 2004ء میں جب میں نے عملی زندگی میں قدم رکھا تو ایسا وقت گزارا جسے زندگی کا بدترین وقت کہا جاسکتا ہے۔اس عرصہ میں میرا اہل دین اور علماء سے پالا پڑا اور فہمِ دین کے دعویدار علمائے اسلام کہلانے والوں میں جب میں نے بے شمار غلطیوں کے علاوہ جھوٹ بھی دیکھا تو میرا دل نہ صرف ایسے علماء سے بیزار ہوگیا بلکہ نمازوں کی پابندی کا خیال اور عبادتوں کے لئے جوش بھی ٹھنڈا پڑ گیا۔

زندگی میں بھونچال آ گیا!

چار سال تک میں اسی حالت کا شکار رہا جس کے بعد میری زندگی میں ایک بھونچال سا آیا جس نے مجھے ہلا کر رکھ دیا۔ ہوا یوں کہ 2008ء میں میرے بھائی نے احمدیت قبول کرلی۔اس عرصہ میں دین سے دوری کے باوجود مجھے بھائی کے اقدام پر بشدت اعتراض تھا۔اور باوجود اس کے کہ دین سے میری اس دُوری کا سبب علماءِ دین کا غیر اسلامی رویّہ تھا پھر بھی میں انہی مولویوں کے جماعت پر کئے گئے اعتراضات کی بناء پر اپنے بھائی کی مخالفت میں سرگرم تھا۔

مولوی اسی بات کو اچھالتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اس لئے ان کے بعد کسی کا نبی ہونے کا دعویٰ کیونکر درست ہوسکتا ہے؟ خصوصًا اس لئے بھی یہ بات قابلِ قبول نہ تھی کیونکہ اس مدعی کا تعلق کسی عرب ملک کی بجائے ہندوستان سے تھا۔ چنانچہ مَیں ایسے اعتراضات کے ذریعہ اپنے بھائی سے خوب بحث کرتا اور اکثر اس سے الجھ جاتا۔ بالآخر بات یہاں تک پہنچی کہ ہماری بول چال بند ہوگئی اور میری سخت زبانی اور بدگوئی کے باعث میرے بھائی نے مجھ سے کنارہ کرلیا۔

عقل ومنطق اور علم ودانش کے منافی

بھائی کی کنارہ کشی کے باوجود میرے اعتراضات کا سلسلہ بند نہ ہوا یہاں تک کہ 2011ء میں شام کے حالات خراب ہونے شروع ہوگئے اور میں نے شامی حکومت کے مخالف گروہ میں شامل ہوکر حکومت کو گرانے کی سازشوں میں حصہ لینا شروع کردیا۔اس دوران مجھے شامی معاشرہ میں پائی جانے والی تمام دینی جماعتوں کو دیکھنے کا موقع ملا۔ مجھے تکفیری جماعتوں کا بھی پتہ چلا اور جہادی تنظیموں سے بھی میرا تعارف ہوا۔سلفی طرز فکر کو بھی پرکھا اور لادینی تحریکات سے منسوب ہونے والوں کو بھی قریب سے دیکھا۔ہم سب کا ہدف ایک تھا یعنی شامی حکومت کو گرانا۔ اس عرصہ میں مجھے مختلف طرز فکر کی حامل ان جماعتوں کے ساتھ بات چیت کرنے اور مختلف دینی امور اور عقائد کے بارہ میں تبادلۂ خیال کرنے کی توفیق ملی۔ کچھ عرصہ کے بحث ومباحثہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ ان میں سے ہر فرقہ دوسرے کی تکفیر کرتا ہے اور ہر فرقہ کے عقائد میں بعض ایسی باتیں بھی شامل ہیں جو عقل ومنطق کے خلاف اور علم ودانش کے منافی ہیں۔ یہ صورتحال دیکھ کر میرے رہے سہے دینی جوش پر بھی پانی پھر گیا۔

خود آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

حالات کی خرابی کے باعث ہم اہل خاندان حلب شہر کے مضافاتی علاقے میں منتقل ہوگئے اور اکٹھے مل کر رہنے لگے۔ ایسے میں مجھے اپنے بھائی کے ساتھ دوبارہ دینی امور کے بارہ میں بحث کرنے کا موقع مل گیا۔مختلف دینی جماعتوں سے بات چیت کے بعد میرے ذہن میں بہت سے سوالات پیدا ہوچکے تھے اور مذکورہ بالا دینی جماعتوں کے جوابات سے میں مطمئن نہ تھا۔ میں نے سوچا کہ میں انہی امور کے بارہ میں اپنے بھائی سے بھی سوال کرتا ہوں اور پھر دیگر جماعتوں کی طرح جب وہ بھی غیر منطقی اور غیر معقول سا جواب دے گا تو میں اس سے استہزاء اور تمسخر کر کے اسے جماعت سے برگشتہ کرنے کی کوشش کروں گا۔ لیکن میں جب بھی اس سے کسی امر کے بارہ میں سوال کرتا تو اس کا جواب مجھے حیران کردیتا اور میں دل میں یہ کہنے پر مجبور ہوجاتا کہ دراصل اس مسئلہ کا یہی معقول جواب ہے اور یہی درست رائے ہے۔ چنانچہ اپنے بھائی کا جواب سن کر باوجود کوشش کے بھی میں اس کی مخالفت نہ کرسکتا تھا۔ میرا دل کہتا تھا کہ یہی صحیح اسلامی تعلیم کا عکاس جواب ہے لیکن شدتِ مخالفت کی وجہ سے اس بات کو چھپانے پر مجبور ہوجاتا اور بظاہر اپنے بھائی کی مخالفت پر ہی قائم رہتا۔

آگ کے دریا میں کودنے کا فیصلہ

ہماری گفتگو چلتے چلتے وفات مسیحؑ کے موضوع تک آ پہنچی۔ اس موضوع کے بارہ میں قاطع دلائل نے میرے ذہن میں پلنے والے اوہام کو یکسر مٹا کر رکھ دیا۔ حق کے دلائل کے ہتھوڑے نے ایک ہی وار میں میرے کبر کے بت کا سر پھوڑ کے رکھ دیا اور میں اپنے سابقہ عقائد کی تاثیر سے آزاد ہوکر سنجیدگی سے احمدیت کے بارہ میں سوچنے پر مجبور ہوگیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے اپنے بھائی سے جماعت کے بارہ میں مزید معلومات حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ میں نے اس سے جماعت احمدیہ کی بعض کتب کے بارہ میں پوچھا۔اس نے کہا کہ تمام کتابیں اسی گھر میں ہیں جسے ہم بمباری کے خوف سے چھوڑ کر یہاں آگئے ہیں۔ ایک لمحے کے لئے مَیں نے حزن ویاس کی تصویر بن کر خود سے کہا کہ وائے حسرت! خدا خدا کر کے اگر ہدایت کی طرف قدم بھی اٹھا تو راستے میں آگ وبارود کے دریا حائل ہوگئے۔ لیکن حق جب دل میں راسخ ہوجاتا ہے تو ایک کمزور انسان کو بھی اتنی قوت عطا کردیتا ہے کہ وہ ایک تو کیا آگ کے کئی دریا پاٹنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے۔ میری حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی چنانچہ میں نے بھی اس وقت بمباری، دہشتگردی اور کشت وخون سے بھرپور علاقے میں واپس جا کر اپنے بھائی کے گھر سے احمدیت کے بارہ میں کتب لانے کا فیصلہ کرلیا۔ میرا یہ فیصلہ جان پر کھیل جانے کے مترادف تھا لیکن الحمدللہ کہ میں اس خطرناک سفر پر نکلا اور بانیلِ مرام واپس آ گیا۔

قبول احمدیت کا فیصلہ اور تبدیلی

واپس آکر مَیں نے ان کتب کا مطالعہ شروع کیا یہاں تک کہ مجھے یقین ہوگیا کہ حضرت عیسیٰؑ کی وفات ہوگئی ہے اور انہوں نے اب اس دنیا میں واپس نہیں آنا۔ پھر جب میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی مختلف موضوعات پر تحریرات کے مجموعہ ’’الخزائن الدفینة‘‘ کا مطالعہ کیا تو میں دل سے احمدی ہوگیا اور اپنے بھائی کو بھی اس کے بارہ میں بتادیا۔ لیکن خانہ جنگی کی صورتحال میں میری بیعت ارسال نہ کی جاسکی۔

اس مرحلہ تک میں بے نمازی ہی تھا لیکن بیعت کے فیصلے کے ساتھ ہی میں نے باقاعدگی کے ساتھ نماز کی ادائیگی شروع کردی۔

میں قبل ازیں تو سیرین گورنمنٹ کے خلاف گروپس کے ساتھ مل کر حکومت مخالف سرگرمیوں میں مصروف تھا لیکن قبول احمدیت کے فیصلہ کے بعد جب میں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے اس بارہ میں خطبات سنے تو فورًا حکومت مخالف سرگرمیوں کو ترک کردیا۔

مخالفت کا سامنا اور استقامت

اس کے بعد میرا بھائی تو حالات کی خرابی کے باعث ہجرت کر کے ترکی پہنچنے میں کامیاب ہوگیا اور میں ارضِ فتنہ میں محصور ہوکر رہ گیا۔ میں تو ایک عرصہ سے نماز کو بھی ترک کرچکا تھا اور کبھی بھی میرا کوئی رشتہ دار مجھے نماز کی ترغیب دلانے نہ آیا۔ لیکن اب جبکہ میں نے قبول احمدیت کے فیصلہ کے بعد باقاعدگی سے نماز ادا کرنی شروع کی تو میرے رشتہ دار مسجد میں جاکر نماز جمعہ کی ادائیگی کے بارہ میں مجھ پر دباؤ ڈالنے لگے۔ الحمدللہ کہ مجھ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا اور میں نے ان کے دباؤ میں آکر کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز ادا نہ کی۔

میرے والد صاحب میری بیعت پر سخت نالاں ہوئے اور ایک دن شدید غصہ کی حالت میں یہ بھی کہہ دیا کہ: ’’جاؤ دفع ہوجاؤ، خدا مجھے تمہارا منہ نہ دکھائے اور کبھی تمہیں لوٹا کے میرے پاس نہ لائے۔‘‘ والد صاحب کی زبانی ایسا جملہ سن کر برداشت کرنا میرے لئے بہت مشکل تھا، لیکن ایمان کے بالمقابل اس کی کوئی وقعت نہ تھی، اور بفضلہٖ تعالیٰ میں اس کے جذباتی اثر سے محفوظ رہا۔

بیعت اور رؤیا

ایک سال کے بعد میرے بھائی نے مجھ سے کہا کہ ترکی آجاؤ، یہاں ہم مل کر رہیں گے۔ چنانچہ میں بھی ہجرت کر کے ترکی پہنچ گیا اور وہاں جا کر پہلا کام یہ کیا کہ بیعت فارم پر کر کے حضور انور کی خدمت میں ارسال کردیا۔

بیعت کا جواب ابھی نہیں آیا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سفید لباس میں ملبوس ہیں اور ہمارے گھر پر تشریف لاکر ہمارے ساتھ ناشتہ تناول فرماتے ہیں۔

دو روز کے بعد ہمیں اطلاع ملی کہ حضور انور نے کمال شفقت فرماتے ہوئے ترکی میں شام کے احمدی مہاجرین کا حال دریافت فرمانے کے لئے مکرم محمد شریف عودہ صاحب کو بھجوا ہے۔اور ہمیں بتایا گیا کہ وہ آج ہمارے گھر پر تشریف لا رہے ہیں۔ ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی کیونکہ خلیفۂ وقت کا نمائندہ ہمارے گھر میں آرہا تھا۔اور ان کے آنے سے جزوی طور پر میرا خواب بھی پورا ہوگیا۔ گو خلیفۂ وقت سے تو ملاقات نہیں ہوئی لیکن ان کے نمائندے سے مل کر اور اس کی زبانی خلیفۂ وقت کی باتیں سن کر ہماری خلافت سے محبت مزید بڑھ گئی اور خلیفۂ وقت کے عالی مقام کا پہلے سے بڑھ کر عرفان حاصل ہوا۔

قبولیت بیعت کا خط اور میری حالت

پھر ایک روز حضور انور کی طرف سے قبول بیعت کا خط بھی مل گیا۔اس خط کی سطور کے مطالعہ کے وقت کی لذت ناقابل بیان ہے۔ ایک ایک لفظ محبت کی داستان سنا رہا تھا، میں پڑھتا جارہا تھا اور عقیدت سے میرا سر جھکتا جارہا تھا اور فرط محبت سے آنکھیں صحنِ عارض میں اشکوں کے موتی سجا کر پیش کرتی جارہی تھیں۔

سیریا کے حالات میں جب قدم قدم پر صدمات کا سامنا کرنا پڑتا تھا تو انسان سوچنے پر مجبور ہوجاتا تھا کہ کس کس صدمہ پر کس قدر رویا جائے۔ ایسے حالات کی سختی نے مجھ میں بہت زیادہ قوتِ برداشت پیدا کردی تھی۔ لیکن حضور انور کا خط پڑھ کر میرا دل بہت نرم ہوگیا جس کی وجہ سے ایک لمبے عرصہ سے اسیر اشکوں کو رہائی مل گئی اور وہ فرط خوشی سے مژگاں سے چھلانگیں لگاتے ہوئے سر رخسار آنے لگے۔ کئی دیکھنے والوں کے لئے یہ حالت بہت عجیب تھی کیونکہ انہوں نے مجھے کبھی روتے ہوئے نہ دیکھا تھا۔

اس کے بعد عبادتوں کی لذت بھی بڑھ گئی اور خلافت سے تعلق مزید مضبوط ہوگیا۔ اس نعمت پر جتنا شکر کیا جائے کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے مسیح الزمان کی بیعت کی توفیق عطا فرمائی جن کے ذریعہ سے ہمیں صحیح اسلامی تعلیمات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق ملی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

بچوں کو خلافت سے محبت کی تعلیم

مکرم محمد شریف صاحب اس خاندان سے ملنے کے بعد بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بچوں کی تربیت بھی اس طور سے کی ہے کہ محسوس ہوتا ہے جیسے شروع سے ہی انہیں خلافت کی محبت گویا گھٹی میں پلادی ہے۔ ان کی ایک 4 سالہ بیٹی ’’سارہ‘‘ آئی اور اپنے والد صاحب سے کہنے لگی کہ انکل شریف مجھے بہت اچھے لگتے ہیں۔ اس کے والد نے پوچھا: کیوں؟ تو کہنے لگی کہ اس لئے کہ یہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد ان کا 6 سالہ بیٹا آیا اور میرے کان میں کہنے لگا کہ انکل آپ جا کر حضرت امیر المومنین سے کہنا کہ ہمارے پاس بھی تشریف لائیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس محبت کو ہمیشہ بڑھاتا رہے اور ایسی محبت کرنے والی نسلیں پیدا فرماتا رہے۔ آمین۔

.................(باقی آئندہ)

للّٰہی وقف اور قبولیت دعا کے نظارے

محمد اکرم باجوہ۔ مربی سلسلہ (سابق امیر و مشنری انچارج لائبیریا)

سنا ہے اگر کسی کے پاس الہ دین کا چراغ ہو تو چراغ کے رگڑنے سے جنّ حاضر ہو جاتا ہے اور مشکل سے مشکل کام آسان ہو جاتا ہے۔ ایسا ہونا فرضی قصوں کہانیاں میں تو ممکن ہے لیکن عملاً بعید از عقل و قیاس ہے۔ ہاں آج میں آپ کو ایک ایسے چراغ کا پتہ دیتا ہوں جو میرے ہاتھ لگا جس نے قصے کہانیوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے اور حقیقت کی دنیا میں معجزاتی کام کر دکھائے۔ وہ چراغ، ہاں وہ چراغ اللہ کا چراغ تھا جس کے رگڑنے سے روح القدس کے ذریعہ تائید الٰہی اور تسخیر کائنات کے نظارے دیکھنے میں آئے۔

قارئین کے ذہن میں یہ سوال آنا طبعی امر ہے کہ یہ چراغ میرے ہاتھ کیسے لگا اور کہاں سے ملا جس نے مجھے مشکل حالات میں اور ابتلاؤں میں مضبوط بنا دیا اور میری دعاؤں کو قبولیت کا درجہ ملا اور فتح و کامیابی کے نظارے دکھائے۔ یہ بات میرے لئے باعث فخر ہے کہ یہ چراغ مجھے دربار خلافت سے ملا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ چند ایک واقعات ضبط تحریر میں لاتا ہوں جس سے آپ اندازہ لگائیں گے کہ یہ چراغ کتنا زبردست اور طاقتور تھا۔

جولائی 1990ء میں لائبیریا میں خانہ جنگی نے پورے ملک میں فساد برپا کر دیا تھا جس کی وجہ سے مشن بند کرنا پڑا اور ہم سب واقفین زندگی کو لائبیریا چھوڑنا پڑا اور سیرالیون پناہ لی۔ سیرالیون قیام کے دوران عارضی طور پر بطور مبلغ خدمت سلسلہ کی توفیق ملی۔ فروری 1992ء میں پاکستان رخصت پر جاتے ہوئے لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقات کے بعد معلوم ہوا کہ حضور انور نے لائبیریا مشن کی بحالی کے لئے میری تقرری فرما دی ہے۔ چار ماہ رخصت کے بعد واپس لائبیریا جانا تھا۔ خانہ جنگی میں تیزی آنے کی وجہ سے حالات قدرِ بگڑ گئے اور فیصلہ یہ ہوا کہ فی الحال سیرالیون چلا جاؤں اور جب لائبیریا میں حالات بہتر ہوں تو لائبیریا روانہ ہو جاؤں۔ جون 1993ء میں حالات قدرِ بہتر ہونے پر فری ٹاؤن سے منروویا لائبیریا روانگی ہوئی۔ لائبیریا روانگی سے پہلے حضور انور کا خط ملا جس میں آپ نے لائبیریا کے مخدوش حالات جن سے مجھے واسطہ پڑنا تھا کہ پیش نظر خاص الخاص دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے۔ ”اللہ تیرے سارے کام ٹھیک کر دے اور لائبیریا میں تاریخ ساز کام کرنے کی توفیق دے۔“ یہ وہ کلمات تھے جو دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے کلمات تھے جو میرے ہاتھ میں بطور اللہ کا چراغ دیئے گئے۔ دربارِ خلافت سے یہ ملنے والی دعا جسے اپنی دعاؤں کا مرکزی نقطہ بنایا اور اس کی برکات سے اعجازی نشان دیکھے۔

❁......1994ء کی بات ہے منروویا کے ایک اچھے علاقہ میں مشن کے لئے چار کنال رقبہ خریدا۔ چار ہزار امریکن ڈالرز کی رقم ایڈوانس بھی دے دی۔ کاغذات کی تکمیل کے دوران معلوم ہوا ملکیت میں نقص ہے جو باعث پریشانی ہوا۔ مزید برآں مالکان نے جعلی کاغذات مکمل کر کے بقیہ 10 ہزار ڈالر کی رقم کا مطالبہ بھی کر دیا۔ بے حد پریشانی ہو گئی۔ دعا کی طرف توجہ ہوئی اور متعلقہ آفس سے تحقیقات کروائیں تو انہوں نے تحریراً بتایا کہ غلطی سے کاغذ تیار ہو گئے ہیں ان سے لین دین نہ کریں۔ اصل مالک نہیں۔ اس تحریر سے مالکان کا بقیہ رقم کا مطالبہ رک گیا۔ اب ایڈوانس رقم واپسی کا مسئلہ تھا۔ مطالبہ کرنے پر لیت و لعل کرنے لگے۔ مجبوراً ہمیں کورٹ میں جانا پڑا۔ کیس 10 سال سے زائد کورٹ میں رہا۔ حضور انور کی دعا کی برکت سے 2006ء میں اس کیس کا ہمارے حق میں فیصلہ ہوا اور ایڈوانس رقم چار ہزار واپس لینے میں کامیاب ہوئے جو ایک معجزہ سے کم نہ تھا۔

❁......1997ء کی بات ہے خانہ جنگی کے بد اثرات ابھی موجود تھے۔ کچھ علاقوں میں خوف و ہراس بدستور موجود تھا۔ ملک کے دُور دراز علاقے ابھی باقاعدہ رابطوں سے محروم تھے۔ ہم نے جماعتی تعلیم و تربیت کے لئے دار الخلافہ منروویا سے 75 میل دور ایک پرانی جماعت لارگوٹاؤن کا تربیتی دورہ کرنے کا پروگرام بنایا اور وفد کی صورت میں ہم روانہ ہوئے۔ 1990ء کے بعد منروویا سے باہر یہ پہلا سفر تھا۔ خوف و امید سے ملے جلے جذبات لے کر دعائیں کرتے ہوئے روانہ ہوئے۔ اتفاق کی بات ہے کہ ابھی آدھا سفر بھی طے نہ پایا تھا کہ گاڑی خراب ہو گئی۔ دوسری گاڑی کا ملنا مشکل امر تھا۔ اس بے بسی کے عالم میں دوستوں کے ساتھ دعا کرنا شروع کر دی اور ’اللہ تعالیٰ تیرے سارے کام ٹھیک کر دے‘ کا کثرت کے ساتھ ورد کرنے لگ گیا۔ قدرت خداوندی کا جلوہ دیکھا کہ ایک گاڑی آتی دیکھی جبکہ کوئی امید نہ تھی اور جو گاڑی دیکھی اس نے صرف یہاں تک آنا تھا اور واپس منروویا چلے جانا تھا۔ جب ڈرائیور سے بات ہوئی تو ہمیں دیکھ کر مان گیا اور ہمیں ہماری منزل تک پہنچانے کے لئے تیار ہو گیا ہمیں۔ یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے غیب سے خود ہمارے لئے انتظام کیا ہے اور ہماری پریشانی کو حل فرما دیا ہے۔ یہ دشوار گزار سفر خراب سڑک اور جنگلات سے گزر کر بغیر کسی مصیبت اور تکلیف کے لارگوٹاؤن پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل پر بے حد شکر کیا۔ ایک عرصہ کے بعد اس جماعت سے رابطہ ہوا۔ ملنے پر خوشیاں بانٹی گئیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

❁......2002ء کی بات ہے کہ خاکسار لائبیریا سے اپنی فیملی کے ساتھ 10 سال بعد پاکستان رخصت پر آیا۔ 2002ء میں رخصت ختم ہونے پر واپسی ہوئی۔ اس موقع پر قبولیت دعا کا ایک عجیب نظارہ دیکھا۔ علی پور ضلع مظفر گڑھ سے ربوہ آنا تھا۔ سپیشل کار کروائی۔ گاڑی پر سامان رکھوایا۔ ہلکی ہلکی بارش شروع ہو گئی۔ موسم خوشگوار تھا۔ سامان محفوظ رکھنے کے لئے کوئی ترپال وغیرہ نہ تھی کہ cover کر دیا جائے۔ بادل گھنے آنے لگے تو فکر ہوئی کہ اگر بارش شروع ہو گئی تو سامان بھیگ جائے گا۔ آغاز سفر میں ہلکی ہلکی پھوار دیکھی تو محسوس ہوا رحمت خداوندی کی علامت ہے۔ بادل دیکھ کر فکر ہوا۔ اگر بارش ہونا شروع ہوئی تو سامان خراب ہو جائے گا تو دربار خداوندی میں دعا کی۔ اے خدا! بارش کو روک دے اور ہمیں مع سامان منزل مقصود تک محفوظ و مامون پہنچا۔ اس دعا کا ایک لذت بخش جواب اس رنگ میں ملا جو ایک اعجازی نشان ہے کہ علی پور سے ربوہ تک سارے سفر میں گھنے بادل اور وہ بھی بڑے زور سے گرجنے والے اور پھر دائیں بائیں آگے پیچھے بارش ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی مگر ہمارے اوپر بارش کا ایک قطرہ نہ گرا۔ سارے سفر میں ہمارا سامان بھیگنے سے محفوظ رہا۔ جب جھنگ پہنچے تو دیکھا چند منٹ پہلے شدید بارش تھمی تھی۔ جل تھل ہو چکا تھا اور ہم پر ایک بوند تک نہ گری۔ یہ دیکھ کر ہم حیران ہو گئے کہ یہ کیسا نظارہ تھا۔ یہ تو پڑھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں پر بادلوں کا سایہ کر دیا تا دھوپ کی تپش سے محفوظ رہیں۔ اب یہ بھی دیکھ لیا کہ قدرت خداوندی کے حکم سے گھنے برسنے والے بادل برسنے سے رک گئے۔ مگر آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور قطرات محبت ٹپکنے لگے اور یوں سب منازل طے ہوتی رہیں اور ہم لائبیریا خیریت سے پہنچ گئے۔ الحمد للہ۔ یہ قبولیت دعا کا لذت بخش نظارہ ابدی اثرات چھوڑ گیا۔

❁......2006ء کی بات ہے کہ احمدیہ ہائی سکول منروویا کے لئے ایک قطعہ زمین تقریباً ایک ایکڑ خریدنے کی توفیق ملی۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد مالک زمین نے زمین واپس لینے کے لئے اپنے بھائیوں کی طرف سے کورٹ میں کیس کروا دیا جس کی وجہ سے ہمیں بہت پریشانی ہوئی۔ ہم سب بے چین ہو گئے کہ یہ کیا ہوا۔ اس صورت حال کو دیکھ کر ہم سب دعاؤں میں لگ گئے اور حضور انور کے دعائیہ کلمات بھی ’اللہ تیرے سارے کام ٹھیک کر دے‘ پڑھتے رہے اور حضور انور کی خدمت میں سارے حالات لکھ دیئے۔ حضور انور کی طرف سے خط ملا ’اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور کامیابی عطا فرمائے‘۔

اس دعائیہ خط کے ملنے کے بعد حالات نے عجیب پلٹا کھایا۔ مالک زمین کے بھائی بہن ہمارے پاس آئے اور سب نے متفقہ طور پر فیصلہ بتایا کہ ہم کورٹ سے کیس واپس لینا چاہتے ہیں اور یہ قطعہ زمین مشن کو دینے کے لئے راضی ہیں۔ بالآخر انہوں نے یہ کیس واپس لے لیا اور ہم سب حیران رہ گئے کہ یہ کیسے ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا نشان دکھایا کہ اپنے پیارے بندے کی دعا کو معجزانہ رنگ میں قبول فرمایا۔ حضور انور کو اس کامیابی کی اطلاع دی اور ہمیں سجدات شکر بجا فرمانے کی توفیق ملی۔

❁...... قبولیت دعا کا ایک اور واقعہ جو میرے لئے بے حد لذت بخش اور باعث فخر ہے بیان کرتا ہوں۔

1973ء کی بات ہے کہ میں جامعہ احمدیہ درجہ ثالثہ میں پڑھتا تھا کہ اپنی کلاس میں فیل ہو گیا تو دوبارہ اسی کلاس میں بیٹھا تو فکر ہوا کہ اگر اب فیل ہو گیا تو جامعہ سے نکال دیا جاؤں گا۔ اس احساس کا پیدا ہونا تھا کہ پڑھائی کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ باقاعدہ پڑھائی شروع کر دی اور دعائیں کرنے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھنے شروع کر دیئے کہ امسال اپنی کلاس میں دوم پوزیشن حاصل کروں اور محنت کے ساتھ پڑھائی کروں۔ ایک رات نفل پڑھ رہا تھا کہ حالت سجدہ میں دل میں خیال آیا کہ تُو دوم پوزیشن حاصل کرنے کے لئے دعائیں مانگ رہا ہے۔ اوّل پوزیشن کے لئے دعائیں کیوں نہیں کرتا۔ تب دوم کی بجائے اوّل پوزیشن کے لئے دعائیں کرنے لگ گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح کو بھی اوّل پوزیشن حاصل کرنے کے لئے لکھنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ جو مجیب الدعوات ہے اس نے اپنی قدرت کا جلوہ ظاہر فرمایا۔ جو مانگا بغیر کسی کمی بیشی کے دے دیا۔ درجہ ثالثہ میں اپنی کلاس کے پہلے سیمسٹر میں دوم پوزیشن حاصل کی اور جب سالانہ امتحان ہوئے تو اپنی کلاس میں اوّل پوزیشن لے کر کامیاب ہوا اور انعام پایا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

جب درجہ رابعہ میں پہلے دن کلاس میں بیٹھے تو استاذی المکرّم مولانا محمد شریف صاحب مرحوم (سابق مبلغ بلاد عربیہ) پڑھانے آئے تو ہم سے پوچھا کون اوّل آیا ہے اور کون دوم اور طلباء کو ترتیب وار بیٹھنے کا ارشاد فرمایا۔ خاکسار جب پہلے نمبر پر پہلی سیٹ پر بیٹھا تو انہوں نے تبصرہ فرمایا: اَلْیَوْمَ اَلْاَ کْرَمُ، اَکْرَمُ الطُّلَّابِ۔ یعنی آج اکرم سب طلباء میں سب سے زیادہ معزز ہے۔

قبولیت دعا کے اس نظارے اور اس اعزاز پر دل حمد سے بھر گیا اور یقین محکم ہوا کہ دربار خلافت سے ملنے والی دعائیں کس قدر قبولیت کا درجہ رکھتی ہیں۔ اب دربار خلافت سے ملنے والی دعا کا بقیہ حصہ بیان کرتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا تھا: ’اللہ آپ کو لائبیریا میں تاریخ ساز کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے‘۔ جو بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا۔

اس عاجز اور ناچیز کو اللہ تعالیٰ نے لائبیریا میں 23 سال کے دوران ایسے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی جو واقعی تاریخ ساز بن گئے۔ دوران قیام کبھی ایسا خیال نہ گزرا کہ بہت کام ہو رہے ہیں بلکہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کچھ بھی نہیں ہو رہا۔ جذبہ پرواز بلند تھا لیکن حالات و واقعات بعض اوقات رفتار کم کر دیتے تھے۔ جنوری 2011ء میں جب لائبیریا سے ٹرانسفر ہوئی اس وقت الوداعی پارٹی ہوئی اور سپاسنامہ پیش کیا گیا جس میں خاکسار کے لائبیریا میں قیام کے دوران جو کام ہوئے تھے بیان کئے گئے۔ تب معلوم ہوا کہ یہ تو واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور انور کی دعا کی قبولیت کا نشان ہے۔ الوداعی پارٹی میں شامل ہونے والے احباب جماعت اور پاکستانی کمیونٹی کے سرکردہ ممبران، کونسل آف چرچز کے نمائندہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے رطب اللسان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی دعا کی برکت سے سب کچھ ٹھیک کر دیا۔ سب مسائل حل ہو گئے۔ الحمد للہ۔

لائبیریا کی خانہ جنگی نے سب کچھ ویران کر دیا تھا۔ جماعتیں بکھر گئیں۔ ادارے بند ہو گئے۔ عمارتیں جلا دی گئیں۔ کھنڈرات تھے جہاں ڈیرہ لگایا۔ پھر آہستہ آہستہ جماعت کا وجود نظر آنے لگا۔ جگہ جگہ جماعتیں قائم ہو گئیں۔ مختلف مقامات پر جماعتی پراپرٹی خریدنے کی توفیق ملی۔ جماعتی ادارے قائم ہوئے۔ مساجد کی تعمیر ہوئی۔ رفاہ عامہ کے کام ہوئے۔ دکھی انسانیت کی خدمت کی توفیق ملی۔ ملک کے طول و عرض میں جماعت کو ایک مقام حاصل ہوا اور وقار بلند ہوا۔ یہاں تک کہ ہم ایوانوں میں بھی داخل ہو گئے اور احمدیت کا پیغام دیا۔ ملک کے ایوانوں میں سلسلہ کے اداروں کی خدمات کو سراہا جانے لگا۔ اگر مختصر بیان کروں تو سمجھ لیں ایک ویرانہ آباد ہو گیا۔ خزاں تھی اور بہار آ گئی۔

وقف اور دعاؤں کی برکت سے جو فضل خداوندی پایا بے حد و حساب ہے۔ اس سارے عرصہ میں جب بھی مشکلات و مصائب سے واسطہ پڑا، بے چینی اور بے قراری نے غلبہ پایا تو خیال کرتا اب کام کیسے ہوگا۔ میرے لئے یہ کام کرنا ناممکن نظر آتا ہے۔ تو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے عَلَیَّ ھَیِّنٌ کے الفاظ کریمانہ سامنے آ جاتے اور دل و دماغ میں راسخ ہو جاتے جس سے عجیب لذت و سرور ملتا اور وہ ناممکن کام ممکن ہو جاتا۔ ہر مشکل کے وقت ایسا ہی ہوتا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

یہ چند ایک واقعات تحدیث نعمت کے طور پر بیان کئے ہیں تا میرے بھائی جو للّٰہی وقف کر کے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں دعا کے زیور سے اپنے وقف کو یوں آراستہ کریں کہ اس وقف کا حسن دوبالا ہو جائے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔

☆......☆......☆

خطبہ جمعہ

مختلف فقہی امور سے متعلق سوالات کرنے والوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بھی جواب عطا فرمایا کرتے تھے اور بعض دفعہ دوسرے علماء کی طرف بھی بھیج دیا کرتے تھے۔لیکن بہت سے سوالات ہیں جو بظاہر بہت چھوٹے ہیں اس میں آپ سلسلہ کے علماء کی بھی اصلاح فرمایا کرتے تھے۔ اور بعض دفعہ جب آپ دیکھتے کہ اس مسئلے کا حل کسی ایسے امر سے متعلق ہے جہاں بحیثیت مامور آپ کے لئے دنیا کی رہنمائی کرنا ضروری ہے تو آپ خود وہ مسئلہ بتا دیتے۔

مختلف موقعوں پر مختلف مجالس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فقہی مسائل بیان فرمائے ہیں ان کو نظارت اشاعت پاکستان نے بڑی محنت سے بعض علماء کے ذریعہ سے یکجا کیا ہے اور یہ کتاب ’’فِقْهُ الْمَسِيْح‘‘ کے نام سے یہاں چھپ گئی ہے۔احباب جماعت کو ان مختلف مسائل سے آگاہی کے لئے یہ کتاب لینی چاہئے۔

سفر میں قصر نماز، نماز جمعہ کے ساتھ عصر کی نماز جمع کرنے کی صورت میں جمعہ کی نماز سے پہلے سنتوں کے پڑھنے،سفر میں جمعہ کی ادائیگی، خاص مواقع پر چراغاں کرنے اور آتش بازی وغیرہ امور سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی عطا فرمودہ رہنمائی کا تذکرہ

مکرمہ امۃ الحفیظ رحمان صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب (مرحوم) سابق امیر ضلع ساہیوال کی وفات۔مرحومہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 22 اپریل 2016ء بمطابق 22 شہادت 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔لندن۔

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ انسان کے لئے دو چیزوں کی صفائی بہت ضروری ہے جن میں سے ایک سوچ اور فکر ہے اور دوسری لطیف جذبات، نیکی کے جذبات ہیں اور انسان کے گہرے جذبات یعنی جذبات کی حس نہ کہ عارضی جذبے جو قلوب کی صفائی سے پیدا ہوتے ہیں۔یعنی مستقل رہنے والے نیک اور پاکیزہ جذبے اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب دل مکمل طور پر صاف ہو۔اور افکار کی صفائی، یعنی خیال، سوچ اور غور کا ہمیشہ صاف رہنا جسے عربی میں تنویر کہتے ہیں، دماغ کی صفائی سے حاصل ہوتی ہے۔تنویر اس بات کو کہتے ہیں کہ انسان کے اندر ایسا نور پیدا ہو جائے کہ ہمیشہ صحیح خیال پیدا ہو۔تنویر کوشش کر کے پاک خیال پیدا کرنا نہیں ہے بلکہ ایسا ملکہ پیدا ہو جائے کہ ہمیشہ صحیح خیالات پیدا ہوتے رہیں۔کبھی کوئی غلط قسم کے خیالات آئیں ہی نہ۔اور ظاہر ہے یہ باتیں مسلسل کوشش اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی پیدا ہوتی ہیں۔بہرحال اس بارے میں آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میں نے خود سنا ہے۔بعض دفعہ جب آپ سے کوئی فقہی مسئلہ پوچھا جاتا تو چونکہ یہ مسائل زیادہ تر انہی لوگوں کو یاد ہوتے ہیں جو ہر وقت اسی کام میں لگے رہتے ہیں۔بسا اوقات آپ فرمایا کرتے کہ جاؤ مولوی نورالدین صاحب سے پوچھ لو یا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کا نام لیتے کہ ان سے پوچھ لو یا مولوی سید احسن صاحب کا نام لے کر فرماتے کہ ان سے پوچھ لو یا کسی اور مولوی کا نام لے لیتے۔اور بعض دفعہ جب آپ دیکھتے کہ اس مسئلے کا حل کسی ایسے امر سے متعلق ہے جہاں بحیثیت مامور آپ کے لئے دنیا کی رہنمائی کرنا ضروری ہے تو آپ خود وہ مسئلہ بتا دیتے۔مگر جب کسی مسئلے کا جدید اصلاحات سے تعلق نہ ہوتا تو آپ فرما دیتے کہ فلاں مولوی صاحب سے پوچھ لیں۔اور اگر وہ مولوی صاحب مجلس میں ہی بیٹھے ہوئے ہوتے تو ان سے فرماتے کہ مولوی صاحب یہ مسئلہ کس طرح ہے۔مگر بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ جب آپ کہتے کہ فلاں مولوی صاحب سے یہ مسئلہ دریافت کر لو تو ساتھ ہی آپ یہ بھی فرماتے کہ ہماری فطرت یہ کہتی ہے کہ یہ مسئلہ یوں ہونا چاہئے۔اور پھر فرماتے کہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ باوجود اس کے کوئی مسئلہ ہمیں معلوم نہ ہو تو اس کے متعلق جو آواز ہماری فطرت سے اٹھے بعد میں وہ مسئلہ اسی رنگ میں حدیث اور سنّت سے ثابت ہوتا ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہ چیز ہے جو تنویر کہلاتی ہے۔تو تنویر اس بات کو کہتے ہیں کہ انسانی دماغ میں جو خیالات بھی پیدا ہوں وہ بھی درست ہوں۔جس طرح ایک تندرستی تو یہ ہوتی ہے کہ انسان کہے کہ میں اس وقت تندرست ہوں اور ایک تندرستی یہ ہوتی ہے کہ انسان آگے بھی تندرست رہے۔تو تنویر وہ فکر کی درستی ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں آئندہ جو خیالات بھی پیدا ہوں درست ہی ہوں۔آپ فرماتے ہیں کہ روحانی ترقی کے لئے تنویرِ فکر ضروری ہوتی ہے۔اسی طرح روحانی ترقی کے لئے تقویٰ وطہارت کی ضرورت ہوتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جو تنویر کے معنی دماغ کی نسبت سے ہیں وہی تقویٰ کے معنی دل کی نسبت سے ہیں۔لوگ عام طور پر نیکی اور تقویٰ کو ایک چیز سمجھتے ہیں حالانکہ نیکی وہ نیک کام ہے جو ہم کر چکے ہیں یا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان کے اندر آئندہ جو جذبات بھی پیدا ہوں وہ نیک ہوں۔تو جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ فکر، سوچ اور غور جن کا دماغ سے تعلق ہے، یہ تنویر ہے اور جذبات کا نیکی پر ہمیشہ قائم رہنا تقویٰ ہے۔اس کا معاملہ دل سے ہے۔جب بھی کسی انسان کو تنویرِ افکار اور تقویٰ قلب حاصل ہو جائے تو وہ پھر بدی کے حملے سے محفوظ رہتا ہے اور جب بدی کے حملے سے محفوظ رہے تو پھر ایسا انسان اللہ تعالیٰ کے فضل کے نیچے آ جاتا ہے۔(ماخوذ از الفضل 9 مارچ 1938 صفحہ 2 جلد 26 شمارہ 55)

جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عام معاملات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعض سوالات کرنے والوں کو سلسلہ کے دوسرے علماء کی طرف بھیج دیا کرتے تھے لیکن بہت سے سوالات ہیں جو بظاہر بہت چھوٹے ہیں اس میں آپ سلسلہ کے علماء کی بھی اصلاح فرمایا کرتے تھے۔مثلاً سفروں میں نماز کے قصر کرنے کا معاملہ ہے۔اس سوال پر کہ کس کو سفر سمجھا جائے اور قصر نماز کے حکم پر عمل کیا جائے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا مذہب یہ ہے کہ انسان بہت دقّتیں اپنے اوپر نہ ڈال لے، (مشکلیں اپنے اوپر نہ ڈالے)۔عُرف میں جسے سفر کہتے ہیں خواہ وہ دو تین میل ہی ہو اس میں قصر اور سفر کے مسائل پر عمل کرے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔فرمایا کہ بعض دفعہ ہم دو دو تین میل اپنے دوستوں کے ساتھ سیر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں مگر کسی کے دل میں خیال نہیں آتا کہ ہم سفر میں ہیں۔لیکن جب انسان اپنی گٹھڑی اٹھا کر سفر کی نیت سے چل پڑتا ہے، اپنا سامان اٹھا کر چل پڑتا ہے تو وہ مسافر ہوتا ہے۔آپ نے فرمایا کہ شریعت کی بناء دقّت پر نہیں ہے۔جس کو تم عُرف میں سفر سمجھو وہی سفر ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد دوم صفحہ 211۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

تو یہ بات اس سے واضح ہو جاتی ہے کہ سفر وہ ہے جو آپ سفر کی نیت سے سفر کریں۔گزشتہ دنوں مَیں یہاں ایک مسجد کے افتتاح، غالباً لیسٹر (Leicester) کی مسجد کے افتتاح کے لئے گیا تھا۔وہاں

میں نے عشاء کی نماز پوری پڑھائی۔ اس پر بعض لوگوں کو سوال پیدا ہوا کہ قصر نہیں کروائی گئی۔ اس وقت میرے ذہن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی ارشاد تھا کہ گٹھڑی اٹھا کر سفر کی نیت سے جب سفر کیا جاتا ہے تو وہ سفر ہے اور کیونکہ اس قسم کا سفر نہیں تھا اور اسی وقت میں نے واپس آ جانا تھا اسی لئے میں نے قصر نہیں کی تھی۔ پھر اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کو بھی سامنے رکھیں۔ اگر یہ سامنے ہو تو نہ ہی انسان زیادہ دقتیں اپنے اوپر ڈالتا ہے، نہ ضرورت سے زیادہ سہولت کی تلاش کرتا ہے بلکہ مقصد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرنا ہوتا ہے۔

اس کو مزید کھولتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ہاں...... اپنی نیت کو خوب دیکھ لو۔ ایسی تمام باتوں میں تقویٰ کا بہت خیال رکھنا چاہئے۔ اگر کوئی شخص ہر روز معمولی کاروبار یا سفر کے لئے جاتا ہے تو وہ سفر نہیں ہے بلکہ سفر وہ ہے جسے انسان خصوصیت سے اختیار کرے اور صرف اسی کام کے لئے گھر چھوڑ کر جائے اور عُرف میں وہ سفر کہلاتا ہو۔ دیکھو یوں تو ہم ہر روز سیر کے لئے دو دو میل نکل جاتے ہیں مگر یہ سفر نہیں ہے۔ ایسے موقع پر دل کے اطمینان کو دیکھ لینا چاہئے کہ اگر وہ بغیر کسی خلجان کے فتویٰ دے کہ یہ سفر ہے تو قصر کرو۔ اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ (کہ اپنے دل سے فتویٰ حاصل کرو) پر عمل چاہئے۔ پھر فرمایا کہ ہزار فتویٰ ہو پھر بھی مومن کا نیک نیتی سے قلبی اطمینان عمدہ شئے ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد دہم صفحہ 100-99۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) پس نیت اور اپنے دل کا فتویٰ بھی بعض موقع پر لے لینا چاہئے۔ نیت نیک ہونی چاہئے اور اس نیت نیک کے ساتھ دل سے فتویٰ لیا جائے۔

کسی نے سوال کیا کہ جو شخص یہاں مرکز میں آتا ہے وہ قصر کرے یا نہ؟ یہ سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا گیا اور اب بھی بعض لوگ کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مرکز میں جانے پہ قصر نہیں ہے۔ قادیان یا ربوہ جب جاتے تھے یا یہاں بعض لوگ آتے ہیں۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص تین دن کے واسطے یہاں آوے اس کے لئے قصر جائز ہے۔ میری دانست میں جس سفر میں عازم سفر ہو پھر خواہ وہ تین چار کوس ہی کا سفر کیوں نہ ہو اس میں قصر جائز ہے۔ ہاں اگر امام مقیم ہو تو اس کے پیچھے پوری نماز پڑھنی پڑے گی۔ تو مقامی طور پہ جہاں بھی جا رہے ہیں، مرکز ہے یا کہیں بھی امام نماز پڑھا رہا ہے اور وہ وہاں کا رہنے والا امام ہے تو بہرحال وہ پوری نماز پڑھائے گا اور مسافر بھی اس کے پیچھے پوری نماز پڑھے گا۔ فرمایا کہ حکام کا دورہ سفر نہیں ہوتا۔ جو لوگ دَوروں پر جاتے ہیں، افسران ہیں اُن کا سفر، سفر نہیں ہوتا۔ وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی اپنے باغ کی سیر کرتا ہے۔ خواہ مخواہ سفر کا تو کوئی وجود ہی نہیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد پنجم صفحہ 311۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے صحابہ کی بعض دفعہ مسائل کے بارے میں کس طرح اصلاح فرما دیا کرتے تھے، اس بارے میں قاضی امیر حسین صاحب بیان فرماتے ہیں کہ مَیں شروع میں اس بات کا قائل تھا کہ سفر میں قصر نماز عام حالات میں جائز نہیں بلکہ صرف جنگ کی حالت میں فتنہ کے خوف سے جائز ہے اور اس معاملے میں حضرت خلیفہ اول کے ساتھ بہت بحث کیا کرتا تھا۔ قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ جن دنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا گورداسپور میں مقدمہ تھا ایک دفعہ مَیں بھی وہاں گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ وہاں مولوی صاحب یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاول اور مولوی عبدالکریم صاحب بھی تھے۔ مگر ظہر کی نماز کا وقت آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ آپ نماز پڑھائیں۔ یعنی قاضی صاحب کو کہا۔ کہتے ہیں کہ میں نے دل میں پختہ ارادہ کیا کہ آج مجھے موقع ملا ہے۔ میں قصر نہیں کروں گا بلکہ پوری پڑھوں گا تو اس مسئلہ کا کچھ فیصلہ بھی ہو جائے گا۔ جب پڑھ لوں گا تو آپ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام فتویٰ فرمائیں گے۔ قاضی صاحب بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے یہ فیصلہ کر کے اللہ اکبر کہنے کے لئے ابھی ہاتھ اٹھائے ہی تھے اور اس نیت کے ساتھ اٹھائے تھے کہ قصر نہیں کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میرے پیچھے دائیں طرف کھڑے تھے۔ آپ فوراً قدم بڑھا کر آگے آئے اور میرے کان کے پاس منہ کر کے فرمایا۔ قاضی صاحب! دو ہی پڑھیں گے ناں؟ تو میں نے عرض کیا حضور دو ہی پڑھوں گا۔ قاضی صاحب کہتے ہیں بس اس وقت سے ہمارا مسئلہ حل ہو گیا اور میں نے اپنا خیال ترک کر دیا۔ (ماخوذ از سیرت المہدی جلد اول صفحہ 25-24 روایت نمبر 33) تو اس طرح صحابہ کا عمل تھا۔ کس طرح شرح صدر کے ساتھ فوری طور پر فیصلے ختم کر دیا کرتے تھے۔

ضمناً یہ بھی بتا دوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف مواقع پر فقہی مسائل بیان فرمائے ہوئے ہیں۔ یہ نہیں کہ ہر مسئلے کو آپ علماء کی طرف پھیر دیا کرتے تھے، خود بھی بیان فرمایا کرتے تھے۔ ان تمام مختلف موقعوں پر، مختلف مجالس میں آپ نے جو فقہی مسائل بیان فرمائے ہیں ان کو اب نظارت اشاعت پاکستان نے بڑی محنت سے بعض علماء کے ذریعہ سے یکجا کیا ہے جن میں جامعہ کے فقہ کے پروفیسرز اور طلباء بھی شامل ہیں۔ یہ کتاب ’’فِقْہُ الْمَسِیْح‘‘ کے نام سے یہاں چھپ گئی ہے اور احباب جماعت کو بھی بہت سارے جو مختلف مسائل ہیں ان سے آگاہی کے لئے یہ کتاب لینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جزا دے جنہوں نے یہ تمام باتیں یا ایسے فقہی مسائل یکجا کئے ہیں اور بڑے اچھے انداز میں جمع اور تدوین کئے ہیں۔ بہرحال وقتاً فوقتاً مجھے بھی موقع ملا تو یہ مسائل بیان کرتا رہوں گا۔

جمعہ کی نماز کے ساتھ اگر عصر کی نماز جمع کی جائے تو پھر جمعہ کی نماز سے پہلے سنتیں پڑھنی چاہئیں۔ اس بارے میں وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک سوال کیا گیا ہے۔ حضرت مصلح موعود سفر میں تھے تو وہاں سوال کیا گیا کہ ابھی جمعہ کی نماز کے وقت بعض دوستوں میں اختلاف ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فتویٰ ہے کہ اگر نمازیں جمع کی جائیں تو پہلی پچھلی اور درمیان کی سنتیں معاف ہوتی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جب نماز ظہر و عصر جمع ہو تو پہلی اور درمیانی سنتیں معاف ہوتی ہیں یا اگر نماز مغرب اور عشاء جمع ہو تو درمیانی اور آخری سنتیں معاف ہو جائیں گی۔ لیکن آپ فرماتے ہیں کہ اختلاف یہ کیا گیا ہے کہ ایک دوست نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ ایک سفر میں میرے ساتھ تھے یعنی حضرت مصلح موعود کے۔ میں نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور جمعہ کی پہلی سنتیں بھی پڑھیں۔ یہ دونوں باتیں صحیح ہیں۔ نمازوں کے جمع ہونے کی صورت میں سنتیں معاف ہو جاتی ہیں یہ بات بھی صحیح ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز سے قبل جو سنتیں ہیں وہ پڑھا کرتے تھے۔ میں نے وہ سفر میں پڑھی ہیں اور پڑھتا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کی نماز سے پہلے جو نوافل پڑھے جاتے ہیں وہ نماز ظہر کی پہلی سنّتوں سے مختلف ہیں۔ ان کو دراصل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے اعزاز میں قائم فرمایا ہے۔

سفر میں جمعہ کی نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور چھوڑنا بھی جائز ہے۔ یعنی اگر انسان سفر میں ہو تو جمعہ کی نماز بھی پڑھ سکتا ہے اور چھوڑ بھی سکتا ہے اور چھوڑنے کا مطلب یہ نہیں کہ نماز چھوڑ دی بلکہ ظہر کی نماز پڑھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سفر میں جمعہ پڑھتے بھی دیکھا ہے اور چھوڑتے بھی دیکھا ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مقدمے کے موقع پر گورداسپور تشریف لے گئے ہوئے تھے اور وہاں مصروفیت تھی۔ آپ نے فرمایا کہ آج جمعہ نہیں ہوگا کیونکہ ہم سفر پر ہیں۔ ایک صاحب جن کی طبیعت میں بے تکلفی تھی وہ آپ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ سنا ہے حضور نے فرمایا ہے آج جمعہ نہیں ہوگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول یوں تو ان دنوں گورداسپور میں ہی تھے مگر اس روز کسی کام کے لئے قادیان آئے ہوئے تھے تو اُن صاحب نے خیال کیا کہ شاید جمعہ نہ پڑھے جانے کا ارشاد آپ نے اس لئے فرمایا ہے کہ مولوی صاحب یہاں نہیں ہیں۔ وہ جمعہ پڑھایا کرتے تھے اس لئے کہا کہ حضور! مجھے بھی جمعہ پڑھانا آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہاں آتا ہوگا مگر ہم تو سفر پر ہیں اس لئے آج ظہر کی نماز پڑھ رہے ہیں۔ ان صاحب نے کہا کہ حضور! مجھے اچھی طرح جمعہ پڑھانا آتا ہے اور میں نے بہت دفعہ پڑھایا بھی ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب دیکھا کہ ان صاحب کو جمعہ پڑھانے کی بہت خواہش ہے تو فرمایا کہ اچھا آج جمعہ ہو جائے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سفر کے موقع پر جمعہ پڑھتے بھی دیکھا ہے اور چھوڑتے بھی دیکھا ہے اور جب سفر میں جمعہ پڑھا جائے تو مَیں پہلی سنتیں پڑھا کرتا ہوں اور میری رائے یہی ہے کہ وہ پڑھنی چاہئیں اور یہی عمومی طور پر فتویٰ ہے کیونکہ وہ عام سنت سے مختلف ہیں اور جمعہ کے احترام کے طور پر ہیں۔ (الفضل مورخہ 24 جنوری 1942ء صفحہ 1 جلد 20 شمارہ 21) پس اگر جمعہ پڑھا جا رہا ہے تو پھر جمعہ اور عصر جمع ہونے کی صورت میں بھی دو رکعت سنت جو جمعہ سے پہلے پڑھی جاتی ہیں وہ پڑھنی چاہئیں۔

انسانی زندگی میں خوشی کے مواقع ذاتی بھی آتے ہیں، جماعتی بھی آتے ہیں اور ملکی بھی آتے ہیں اور خوشی کے موقعوں پر ان کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ لیکن بعض لوگ اس میں افراط اور تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں یا خوشی کے اظہار پر بے انتہا خرچ کیا جاتا ہے یا مذہب کے حوالے سے یا کسی اور نام سے ظاہری اظہار کو بالکل ہی گناہ سمجھا جاتا ہے۔ اسلام دونوں صورتوں کی نفی کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو اس زمانے میں ہمیں اسلامی تعلیم کے مطابق میانہ روی کے راستوں پر چلانے آئے آپ نے ہمیں ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز کے بارے میں، دینی معاملات میں بھی اور دنیاوی معاملات میں بھی رہنمائی فرمائی۔ نماز کا تو مَیں ذکر کر آیا ہوں۔ اب ایک ظاہری دنیاوی خوشی کے موقع پر کس طرح اظہار ہونا چاہئے اس بارے میں آپ علیہ السلام نے کیا رہنمائی فرمائی اس کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عمل کو ہمارے سامنے رکھا ہے مَیں پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے چراغاں ثابت ہے۔ یعنی جب کوئی خاص موقع ہو تو اس پہ چراغاں کیا جاتا ہے اور اس چراغاں کے بیان کرنے کی وجہ یہ بنی کہ ملکہ وکٹوریہ کی جوبلی پر یا کسی اور موقع پر لوگوں نے چراغاں کیا تو اس پر حضرت مصلح

موعود نے فرمایا کہ ملکہ وکٹوریہ کی جوبلی پر بھی چراغاں کیا گیا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے چراغاں ثابت ہے۔ آپ نے دو بار، ملکہ وکٹوریہ اور غالباً شاہ ایڈورڈ کی جوبلیوں پر چراغاں کرایا یا شاید دونوں جوبلیاں ملکہ وکٹوریہ کی ہی تھیں اور مجھے خوب یاد ہے کہ دونوں مواقع پر چراغاں کیا گیا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں چونکہ بچپن میں ایسی باتیں اچھی لگتی ہیں اس لئے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مسجد مبارک کے کناروں پر چراغ جلائے گئے اور بنولے ختم ہوئے۔ اس زمانے میں بنولے جلائے جاتے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آدمی بھیجا کہ جا کر اور لائے۔ ان میں تیل ہوتا ہے وہ تیل پھر کافی دیر تک جلتا رہتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے مکان پر بھی، مسجد میں بھی اور مدرسے پر بھی چراغ جلائے گئے اور میر محمد اسحٰق صاحب نے بھی اس کی شہادت دی ہے۔ اس لئے خالی چراغاں کی مخالفت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بعض لوگ کہتے ہیں جی چراغاں غلط چیز ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا عقیدہ ہے کہ حکم و عدل ہونے کی حیثیت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآنی نص کے خلاف کوئی بات نہ کرتے تھے اور چراغاں آپ سے ثابت ہے۔ اس کے متعلق گواہیاں بھی موجود ہیں اور الحکم اخبار میں بھی یہ درج ہے۔ اس لئے خاص چراغاں کے متعلق کسی بحث کی ضرورت نہیں کہ کیوں کیا جائے اور کس لئے نہ کیا جائے اور کب کیا جائے۔ فضول خرچی ہے یا فلاں فلاں (باتیں ہیں)۔ بہر حال آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس رنگ میں جو خوشی کا اظہار کیا وہ اپنے اندر ایک حکمت رکھتا ہے جیسا کہ مومن کی ہر بات اپنے اندر حکمت رکھتی ہے۔ چراغاں خصوصاً جب وسیع پیمانے پر کیا جائے اور ہر گھر میں کرنا ضروری قرار دیا جائے اس پر اتنا زیادہ خرچہ آ جاتا ہے کہ اس کے مقابلے میں اس کا کوئی حقیقی فائدہ نظر نہیں آتا۔ ہاں جہاں اس کی ملکی اور سیاسی ضرورت ہو یا جہاں زیادہ روشنی کی ضرورت ہو وہاں اگر کیا جائے تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب نے بتایا کہ روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت عمر کی طرف سے مسجد میں زیادہ روشنی کا انتظام کیا گیا تو میر صاحب نے اس کی مثال دی کہ مسجد میں ضرورت سے زیادہ روشنی کا اہتمام کیا گیا تھا اور آپ فرماتے ہیں کہ مسجد ایک ایسی جگہ ہے جہاں زیادہ روشنی کی ضرورت ہے کیونکہ لوگ وہاں قرآن شریف پڑھتے ہیں یا اَور دینی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ پس اگر حضرت عمر نے مسجد میں زیادہ روشنی کا انتظام کیا تو اس میں حکمت تھی۔ ورنہ جہاں تک ہم دیکھتے ہیں اسلام میں خوشیاں ایسے رنگ میں منائی جاتی ہیں کہ بنی نوع انسان کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچ سکے۔ مثلاً عید ہے اس میں قربانی کرنے سے غریبوں کو گوشت ملتا ہے۔ عید الفطر پر فطرانہ سے غریبوں کو مدد دی جاتی ہے۔ تو اسلام میں جہاں بھی خوشی منانے کا حکم دیا ہے اس بات پر زور دیا ہے کہ اسے ایسے رنگ میں منایا جائے کہ ملک اور بنی نوع انسان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے لیکن چراغاں کی صورت میں کوئی ایسا فائدہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چراغاں کرایا تو وہ ایک سیاسی مصلحت پر مبنی تھا۔ اور اسی طرح بعض اوقات آپ ہمیں آتش بازی بھی لے دیا کرتے تھے تا کہ بچوں کا دل خوش ہو اور فرمایا کرتے تھے کہ گندھک کے جلنے سے جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں۔ صرف بچوں کا دل خوش کرنے کے لئے نہیں بلکہ آتش بازی میں گندھک ہوتی ہے اس کے جلنے سے فضا صاف ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ نے کئی دفعہ ہمیں انار اور پھلجھڑیاں وغیرہ منگوا کر دیں۔ گویا ایک قسم کا ضیاع ہے مگر اس میں وقتی فائدہ بھی ہے گو ایسا نمایاں نہیں۔ مگر اس سے بچوں کا دل خوش ہو جاتا تھا اور بچوں کے جذبات کو دبانے سے جو نقصان پہنچ سکتا ہے اس سے بچاؤ ہو جاتا تھا۔ مگر آپ نے ساری جماعت کو آتش بازی چلانے کا حکم نہیں دیا۔ (رپورٹ مجلس مشاورت 7 تا 9 اپریل 1939ء صفحہ 74-75) آپ نے جماعت کو یہ نہیں کہا کہ آتش بازیاں کیا کرو۔ اگر بچے کبھی کبھی کر لیں تو کوئی حرج نہیں اور اس نیت سے بھی کیا جائے کہ فضا بھی صاف ہو گی تو دونوں چیزیں مل جاتی ہیں۔ بچے بھی خوش ہو جاتے ہیں اور فضا بھی صاف ہو جاتی ہے۔ بچے اگر تھوڑی سی تفریح کر لیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ان کے جذبات کو بالکل دبایا نہ جائے۔ بچوں میں یہ احساس بھی رہے کہ ان کی جو کھیل کود کی عمر ہے اس میں اسلام ان کے جائز مطالبات کو ردّ نہیں کرتا۔ مثلاً چراغاں ہے، آتش بازی ہے یہ باتیں جہاں انہیں ملک کی مجموعی خوشی میں شامل کرتی ہیں وہاں ان سے ملک سے ایک تعلق کا اظہار بھی ہوتا ہے اور بچوں کی تفریح بھی ہو جاتی ہے۔ پس موقع محل کے لحاظ سے اور اعتدال میں رہتے ہوئے کوئی تقریب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن یہ بچوں پر بچپن سے ہی واضح کر دینا چاہئے کہ اسلامی تعلیم کے دائرے اور ملکی قانون کے دائرے کے اندر رہ کر ہی ہم یہ ساری باتیں کرتے ہیں اور کریں گے۔

حضرت مصلح موعود اپنے بچپن کے دو واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھے ہمیشہ یاد رہتا ہے میں چھوٹا بچہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ ملتان تشریف لے گئے۔ مَیں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ میری عمر اس وقت سات آٹھ سال کی تھی۔ اس سفر کے صرف دو واقعات مجھے یاد ہیں۔ آپ فرماتے ہیں یوں تو بعض واقعات مجھے اُس وقت کے بھی یاد ہیں جب میری عمر صرف دو سال کی تھی بلکہ ایک دوست نے ایک واقعہ کی طرف یاددہانی کرائی اور مجھے وہ یاد آ گیا اس وقت میری عمر صرف ایک سال تھی۔ پس آپ فرماتے ہیں کہ مجھے چھوٹی عمر کے بھی بعض واقعات یاد ہیں لیکن اس سفر کی صرف دو باتیں میرے ذہن میں ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ واپسی پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور ٹھہرے۔ وہاں ان دنوں مومی تصویریں دکھائی جا رہی تھیں یعنی موم سے تصویریں بنائی جاتی تھیں یا مجسمے سے بنائے جاتے تھے جن سے مختلف بادشاہوں اور ان کے درباروں کے حالات بتائے جاتے تھے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ویئر ہاؤس جو اُن دنوں بمبئی ہاؤس کہلاتا تھا انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ یہ ایک علمی چیز ہے۔ ایسی معلوماتی چیز ہے کہ تاریخ کے بارے میں بتایا جاتا ہے۔ آپ اسے دیکھنے کے لئے تشریف لے چلیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ پر زور دینا شروع کر دیا کہ میں چل کر وہ مومی مجسمے دیکھوں۔ میں چونکہ بچہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیچھے پڑ گیا کہ مجھے یہ مجسمے دکھائے جائیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے اصرار پر مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ مختلف بادشاہوں کے حالات تصویروں کے ذریعہ دکھائے گئے تھے جن میں بعض کی موتوں اور بعض کی بیماریوں وغیرہ کا نقشہ کھینچا گیا تھا۔ پس فرمایا ایک تو یہ واقعہ مجھے یاد ہے۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حامی بھی اس لئے بھری اور صرف اس لئے لے کر گئے کہ بہت سے لوگوں نے اس کی تعریف کی تھی کہ یہ ایک علمی اور تاریخی چیز ہے۔ اسے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ صرف بچے کی ضد کو دیکھ کر نہیں چلے گئے تھے۔ اگر آپ سمجھتے کہ یہ ایک ایسی بات ہے جو اسلامی تعلیم کے خلاف ہے تو بیشک بچہ ضد کرتا لیکن نہ جاتے۔ پس ایک علمی چیز تھی اس لئے آپ بچے کو ساتھ لے کے دیکھنے کے لئے چلے گئے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ دوسرا واقعہ جو مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لاہور کے اندر کسی نے دعوت کی اور آپ اس میں شامل ہونے کے لئے تشریف لے گئے۔ کچھ اثر میرے دل پر بھی ہے کہ دعوت نہیں تھی بلکہ مفتی محمد صادق صاحب یا ان کا کوئی بچہ بیمار تھا اور آپ اسے دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ بہر حال شہر کے اندر سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام واپس آ رہے تھے کہ سنہری مسجد کی سیڑھیوں کے پاس مَیں نے ایک بڑا ہجوم دیکھا جو گالیاں دے رہا تھا اور ایک شخص ان کے درمیان کھڑا تھا۔ ممکن ہے وہ کوئی مولوی ہو اور جیسے مولویوں کی عادت ہوتی ہے وہ شاید اپنی طرف سے بے موقع چیلنج دے رہا ہو۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گاڑی پاس سے گزری تو ہجوم کو دیکھ کر میں نے سمجھا کہ یہ بھی کوئی میلہ ہے۔ چنانچہ میں نے نظارہ دیکھنے کے لئے گاڑی سے اپنا سر باہر نکالا۔ اس وقت کا یہ واقعہ آج تک مجھے نہیں بھولا کہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص جس کا ہاتھ کٹا ہوا تھا اور جس پر ہلدی کی پٹیاں بندھی ہوئی تھیں، وہ بڑے جوش سے اپنے ٹنڈے ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مار کر کہتا جا رہا تھا کہ مرزا دوڑ گیا، مرزا دوڑ گیا۔

یہ واقعہ ایک اور حوالے سے مَیں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں لیکن یہاں فرماتے ہیں کہ دیکھو ایک شخص زخمی ہے اس کے ہاتھ پر پٹیاں بندھی ہوئی ہیں مگر وہ مخالفت کے جوش میں یہ سمجھتا ہے کہ میں اپنے ٹنڈے ہاتھ سے ہی نعوذ باللہ احمدیت کو ختم کر دوں گا یا احمدیت کو دفن کر آؤں گا۔ یہ کیسی خطرناک دشمنی ہے جو لوگوں کے قلوب میں پائی جاتی ہے اور کس کس طرح انہوں نے زور لگایا کہ لوگ قادیان میں نہ آئیں اور احمدیت کو قبول نہ کریں۔ ایسے کئی لوگ احمدیوں میں موجود ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں قادیان آنے کے ارادے سے بٹالے تک آئے مگر پھر ان کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے واپس کر دیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ مَیں نے سنا ہے کہ مولوی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری بھی اسی لئے شروع میں احمدیت قبول کرنے سے محروم رہ گئے۔ جب وہ بٹالہ میں آئے تو مولوی محمد حسین بٹالوی نے ان کو ورغلا کر واپس کر دیا اور یہی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا روزانہ مشغلہ رہتا تھا۔ وہ ہر روز ریلوے سٹیشن پر جا پہنچتے اور جب بعض لوگ قادیان جانے کے ارادے سے اترتے تو وہ انہیں کہتے کہ وہاں جا کر کیا لو گے۔ وہاں گئے تو ایمان خراب ہو جائے گا۔ اور کئی لوگ انہیں عالم سمجھ کر واپس چلے جاتے اور خیال کرتے کہ مولوی محمد حسین صاحب جو کچھ کہہ رہے ہیں یہ سچ ہی ہو گا۔ (ماخوذ از الفضل 24 جنوری 1943 صفحہ 3 جلد 31 شمارہ 21) تو یہ سب کچھ مولویوں کی مخالفت کی وجہ سے تھا۔ انہوں نے عوام کو بھی اس حد تک بھڑکا دیا تھا کہ وہ ٹنڈا بھی بیچارہ نعرے لگا رہا تھا۔ علماء کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو مخالفت ہے یہ سب کچھ ان کی جہالت اور ذاتی مفادات کے لئے تھی اور آج تک یہ علماء جو ہیں لوگوں کو بھڑکاتے ہیں۔ لیکن لوگوں کو وہ مذہب کے نام پر اکسا کر اپنے مقصد پورے کر رہے تھے حالانکہ جس بات کو مخالفت کا ذریعہ بنایا جا رہا تھا یا بنایا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے ہی اس بات کو قائم کرنے کے لئے تھے یعنی اسلام کی حقیقی تعلیم بتانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ختم نبوت کو قائم کرنا۔ آپ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے اور غلام صادق تھے۔ آپ تو آئے ہی اس لئے تھے کہ دنیا کو بتائیں کہ اب دنیا کی

نجات اس آخری نبی اور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہی ہے لیکن ان نام نہاد علماء کی یہ بدقسمتی ہے کہ بجائے اس عاشق رسول کے ساتھ جُڑنے کے، اس کی بات ماننے کے، وہ اس پر الزام لگا رہے ہیں کہ نعوذ باللہ یہ ختم نبوت کے منکر ہیں یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے رتبے کو بڑا سمجھتے ہیں۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل اور تعلیم کا ان باتوں سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے ہر مذہب والے کو چیلنج دیا کہ اب راہ نجات صرف اسلام کے ماننے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہے۔

بہر حال یہ علماء کوشش کرتے رہے اور جماعت بڑھتی رہی۔ اب بھی یہ کوشش کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ تقدیر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلام صادق کی جماعت نے بڑھنا ہے اور بڑھ رہی ہے اور بڑھتی رہے گی۔ انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم اپنے اندر وہ حقیقی تبدیلی پیدا کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم میں چاہتے ہیں اور حقیقی مسلمانوں کا نمونہ بنیں۔ اپنے خیالات اور سوچوں میں بھی روشنی پیدا کریں اور اپنے دلوں کو بھی تقویٰ سے بھریں۔

آج بھی جمعہ کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب پڑھاؤں گا جو مکرمہ امۃ الحفیظ رحمٰن صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب سابق امیر ضلع ساہیوال کا ہے۔ 15/اپریل 2016ء کو ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ حضرت میاں عظیم اللہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو اور حضرت شیخ حسین بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی تھیں۔ آپ کے والد محترم ملک محمد خورشید صاحب تعمیر کمیٹی ربوہ کے ابتدائی سیکرٹری تھے۔ لمبا عرصہ بطور صدر لجنہ ساہیوال خدمت کی توفیق پائی۔ بڑی متوکّل، دعا گو، عبادت گزار، مہمان نواز، غریب پرور، مالی قربانی کرنے والی، خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والی، صابر شاکر خاتون تھیں۔ ساہیوال میں اسیران کے جب واقعات ہوئے ہیں تو اس وقت ان کے میاں امیر ضلع تھے اور بہت سے لوگ ملاقات کے لئے ان کے پاس آتے تھے تو ان کی مہمان نوازی کرتیں۔ ان کے شوہر ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب تقریباً چالیس سال تک جماعتی خدمات سرانجام دیتے رہے اور انہوں نے بڑی خوش اسلوبی سے ان کا ہاتھ بٹایا۔ مرکز سے آنے والے مہمانوں کا بھی بڑا خیال رکھتیں۔ ساری اولاد کی اس رنگ میں تربیت کی ہے کہ سب خلافت کے ساتھ اخلاص اور فدائیت کا گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ ان کے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو بھی نیکیوں پر قائم کرے اور آئندہ نسلوں کو بھی جماعت کے لئے مفید وجود بنائے۔

☆......☆......☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 22رفروری 2016ء بروز سوموار قبل از نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم عبداللطیف صاحب (آف بالہم ۔یوکے) کی نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرم عبداللطیف صاحب (آف بالہم ۔یوکے)

آپ 18 فروری کو 90 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا تعلق ہوشیار پور سے ہے۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی میں رہائش پذیر ہوئے۔ جماعت کے ساتھ بڑا اخلاص و وفا کا تعلق تھا اور اپنی اولاد کو بھی جماعت سے مضبوط تعلق کی تلقین کیا کرتے تھے۔ آپ 1990ء میں جرمنی اور بعد ازاں 2008ء میں یوکے آگئے تھے۔ 1984ء میں آپ پر فالج کا حملہ ہوا۔ بیماری اور معذوری کا لمبا عرصہ بڑی ہمت اور صبر کے ساتھ گزارا۔ آپ مکرم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب مرحوم (مبلغ بلاد عربیہ) کے بھانجے تھے۔

اس موقع پر درج ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم وی اے محمد ماسٹر صاحب (آف جماعت احمدیہ کا کاناڈ ۔صوبہ کیرالہ ۔انڈیا)

آپ 27 دسمبر 2015ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم 1985ء میں بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ مرحوم عرصہ 30 سال تک جماعت احمدیہ کا کاناڈ کے سیکرٹری مال کی حیثیت سے خدمت بجالاتے رہے۔ اس کے علاوہ سیکرٹری جائیداد، سیکرٹری وصایا، زعیم مجلس انصار اللہ، اور قاضی ضلع ارناکلم کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم اپنوں اور غیروں میں بے لوث خدمت کی وجہ سے مقبول تھے۔ جماعت احمدیہ کا کاناڈ میں بچوں کو قرآن کریم سکھانے کا کام بھی بخوبی انجام دیتے رہے۔ نماز باجماعت کے بہت پابند تھے اور اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے۔ خلافت سے بے انتہا محبت اور وفا کا تعلق تھا۔ مرحوم کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم محمد نجیب خان صاحب قادیان میں بطور نائب ناظر دعوت الی اللہ جنوبی ہند خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

(2) مکرم خالد سیف اللہ خان صاحب (ابن مکرم چوہدری صادق علی صاحب ۔گاؤں بہل پور ضلع گجرات)

22 دسمبر 2015ء کو وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نہایت ملنسار، اچھے اخلاق کے مالک، ہمیشہ سچ کا ساتھ دینے والے نیک انسان تھے۔ جماعت بہل پور کے صدر تھے۔ اپنے چندہ جات کی بروقت ادائیگی کرتے۔ اپنی ساری زندگی ہر خاص و عام کو تبلیغ کی۔ خلیفۂ وقت کے احکامات کی خود بھی اطاعت کرتے اور بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے۔

(3) مکرم داؤد احمد نعیم صاحب (ابن مکرم مولوی محمد احمد نعیم صاحب ۔راولپنڈی)

5 دسمبر 2015ء کو 59 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کورنگی کراچی میں قائد اور راولپنڈی میں نائب قائد خدام الاحمدیہ، سیکرٹری وقف نو حلقہ پشاور روڈ اور اپنے زون کے نگران رہے۔ اس کے علاوہ چار سال تک زعیم اعلیٰ انصار اللہ کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق پائی۔ وفات سے قبل سیکرٹری دعوت الی اللہ ضلع راولپنڈی کے طور پر خدمت بجالا رہے تھے۔ آپ ہمیشہ بڑے احسن طریق سے تمام جماعتی ذمہ داریوں کو نبھاتے رہے۔ بڑے مخلص، باوفا اور نیک انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(4) مکرم محمد اسحاق گل صاحب (ابن مکرم چوہدری محمد علی صاحب ۔مانگا ضلع سیالکوٹ)

13 دسمبر 2015ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 2005 میں اسیر راہ مولیٰ رہے۔ ہر سال وقف عارضی کرتے۔ خاندان میں اکیلے احمدی تھے اور بڑے مخلص، نیک انسان تھے۔

(5) مکرم مبارک احمد صاحب (کھوکھر غربی ضلع گجرات)

17 دسمبر 2015ء کو 96 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نماز باجماعت کے پابند، مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے، مخلص اور باوفا انسان تھے۔

(6) مکرم ڈاکٹر طاہر احمد مرزا صاحب (میڈیکل آفیسر طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ)

25 جنوری 2016ء کو بعارضہ کینسر 45 سال کی عمر میں وفات پاگئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو مجلس نصرت جہاں سکیم کے تحت لائبیریا میں 4 سال تک خدمت کی توفیق ملی۔ وہاں سے حضور انور کی اجازت سے پاکستان واپس آگئے اور بقیہ عرصہ طاہر ہارٹ میں خدمت بجالاتے رہے۔ مرحوم نیک اور مخلص انسان تھے۔

(7) مکرم مولوی اللہ دتہ صاحب (معلم وقف جدید ضلع کوٹلی ۔آزاد کشمیر)

16 نومبر 2015ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پاگئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نہایت بردبار اور نرم طبیعت کے مالک تھے۔ عہدیداران اور واقفین سے بہت پیار کا سلوک کرتے تھے۔ خلافت سے محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ جنوری 1962ء میں انہوں نے وقف کیا تھا۔ بھابڑہ، گوئی، میرپور اور ہزارہ میں خدمت سلسلہ بجالاتے رہے۔

(8) مکرمہ امۃ الکریم صاحبہ (اہلیہ مکرم بشارت احمد سندھی صاحب ۔ناروے)

8 نومبر 2015ء کو وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے دادا چوہدری مولا بخش صاحب اور نانا چوہدری شہاب الدین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ کرسچن ساند (ناروے) میں صدر لجنہ، سیکرٹری تعلیم و تربیت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ سلسلہ سے محبت کرنے والی، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی، نیک سیرت اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(9) مکرمہ فہمیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم غلام سرور خان صاحب شہید آف ٹوپی ۔صوابی)

2 فروری 2016ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ اپنے خاندان میں اکیلی احمدی تھیں۔ مرحومہ کے میاں کو 1974ء کے فسادات میں ان کے آبائی علاقہ ٹوپی ضلع صوابی میں شہید کر دیا گیا تھا۔ آپ نے میاں کی شہادت کے وقت اور بعد میں بھی بڑی بہادری سے حالات کا مقابلہ کیا اور بڑے حوصلے اور صبر کے ساتھ وقت گذارا۔ خلافت کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا۔ آپ بہت خوش اخلاق، ہر ایک کے ساتھ پیار اور محبت سے پیش آنے والی، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(10) مکرمہ بشیر النساء صاحبہ (اڑیسہ ۔انڈیا)

15 فروری 2016ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو لمبا عرصہ صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند، ہر ایک سے پیار اور محبت سے پیش آنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(11) مکرم مرزا فضل الرحمٰن صاحب (ابن مکرم حضرت مرزا برکت علی صاحب ۔کینیڈا)

15 جنوری 2016ء کو 92 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم مرزا برکت علی صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے بیٹے تھے۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ پاکستان ائیر فورس میں ملازمت کے دوران کھلے عام تبلیغ کرتے رہے۔ 1958ء میں جب ٹریننگ کے لئے امریکہ گئے تو وہاں بھی تبلیغ کا شوق غالب رہا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد کراچی میں ایک لمبا عرصہ تک اپنے حلقہ کے صدر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ 1974ء کے حالات میں بڑی ہمت اور جوانمردی سے ہر مخالفت کا مقابلہ کیا۔ کینیڈا جانے کے بعد وہاں بھی اپنی جماعت کے صدر کے طور پر فرائض سرانجام دیتے رہے۔ تہجد گزار اور صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کرتے اور چندوں اور مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ آپ غریب پرور، خلافت کے شیدائی، بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹیاں اور 6 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(12) مکرمہ صغریٰ بشیر صاحبہ (اہلیہ مکرم بشیر احمد صاحب اٹھوال ۔ربوہ)

2 فروری 2016ء کو وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بہت نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ آپ نے اپنی ساری اولاد کی بہت اچھی تربیت کی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم کامران قیصر صاحب مربی سلسلہ کی حیثیت سے وکالت تصنیف ربوہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربی سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی و تربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

بینن (مغربی افریقہ)

بوئی کوں ریجن کے گاؤں Tindji میں احمدیہ مسجد کا کامیاب اور بابرکت افتتاح

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بینن کو ریجن بوئی کوں کے گاؤں تینجی (Tindji) میں 22 جنوری 2016ء بروز جمعۃ المبارک کو مسجد کا افتتاح کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ۔

اس گاؤں میں احمدیت کا پودا مارچ 2015ء میں مکرم عبدالقدوس صاحب مبلغ سلسلہ کے ذریعہ لگا اور اس گاؤں کے 245 لوگ احمدیت کی آغوش میں آئے۔ یہ سب لوگ نائیجر کے مسلمان ہیں اور تیجانی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ کے ذریعہ یہ گاؤں احمدی ہو گیا۔

احمدیت قبول کرنے کے بعد گاؤں کے احمدیوں کو اپنے رشتہ داروں، گاؤں کے امام اور مختلف ائمہ کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ 22/ اکتوبر 2015ء کو رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بینن نے جب احمدیہ مسجد کی بنیاد رکھی تو اس کے بعد غیر از جماعت علماء نے کھل کر مخالفت کا مظاہرہ کیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے افراد جماعت اپنے عہد بیعت پر مضبوطی سے قائم رہے۔

22 جنوری 2016ء کو مسجد کی افتتاحی تقریب کے لئے مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر صاحب بینن، مکرم الثانی رحمٰن صاحب اور مکرم راجی شہود صاحب مہمانِ خصوصی کے طور پر شامل ہوئے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ اس کے فرنچ ترجمہ اور قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مع فرنچ ترجمہ کے بعد جماعت احمدیہ تینجی (Tindji) کے صدر صاحب نے حاضرین کو خوش آمدید کہا۔ اس تقریب میں مختلف ڈیپارٹمنٹس کی اتھارٹیز اور ملک کے طول و عرض سے تعلق رکھنے والے مسلمان علماء شامل ہوئے۔

مکرم عارف محمود شہزاد مبلغ سلسلہ بینن کی محررہ رپورٹ کے مطابق اس علاقہ کے بڑے شہر آبومے (Abomey) کے کالج کے ڈائریکٹر، علاقہ کے چیف، نائب میئر، کوتونو شہر سے آئے ہوئے امام ادریس نے پورے ملک کے علماء کی نمائندگی میں اور ایک گورنر کے نمائندہ نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ سب نے خوبصورت مسجد تعمیر کرنے پر جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا، نیک تمناؤں کا اظہار کیا اور دعائیں دیں کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو آئندہ بھی اسلام کی خدمت کرنے اور دنیا میں امن پھیلانے کی توفیق دیتا چلا جائے۔

اس کے بعد مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بینن نے خطاب کیا۔ آپ نے کہا کہ

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑا پُر امن مذہب دیا ہے جس کا نام ہی اس کی سلامتی اور امن کا ضامن ہے یعنی اسلام۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم امن کی تعلیم ہے۔ جب مسلمانوں کو مکہ میں طرح طرح کی تکالیف دی گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا کہا لیکن پُر امن رہنے کی تلقین کی۔ ہجرت مدینہ کے بعد آپ نے مدینہ میں پہلی اسلامی مسجد تعمیر کی جسے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف مذاہب کے لوگ ملنے کے لئے آتے تھے تو آپ نے ان کو بھی ان کے اپنے اپنے طریق کے مطابق خدائے واحد کی عبادت کرنے کی اجازت دی۔ یہ احمدیہ مسجد بھی عبادت کی غرض سے سب کے لئے کھلی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ تبلیغ کا اور خدا کی طرف بلانے کا ایک مرکز ہے۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب اور نائب گورنر صاحب نے مل کر فیتا کاٹا۔ اور امیر صاحب نے دعا کروائی۔ اس کے بعد نماز جمعہ کے لئے پہلی اذان دی گئی۔ نماز جمعہ کے بعد کھانے کے ساتھ مہمانان کی تواضع کی گئی۔

اس پروگرام میں 13 جماعتوں کی نمائندگی ہوئی اور کُل شاملین کی تعداد 615 رہی۔ بعض لوگ موٹر سائیکلوں پر آئے۔ ایک جماعت (Alohon) کے نو افراد چودہ کلومیٹر کا فاصلہ پیدل طے کر کے اس پروگرام میں شامل ہوئے۔

....

مسجد کی عمارت 10 میٹر چوڑی اور 13 میٹر لمبی ہے جس میں 375 افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مسجد کے سامنے کے ایک حصہ میں چھوٹا سا صحن بنایا گیا ہے جہاں پر بوقت ضرورت 125 افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مسجد کے ساتھ دو خوبصورت 13 میٹر بلند مینار بنائے گئے ہیں۔ اس مسجد کے اخراجات مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے ادا کئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی بہترین جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی اس قربانی کو قبول فرمائے۔

☆......☆......☆

یوکے

Hayes میں تبلیغی نشست کا کامیاب انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یوکے کی جماعت ہیز (Hayes) کو مسجد بیت الامن میں مورخہ 31 جنوری 2016ء ایک کامیاب تبلیغی نشست منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعد ازاں مہمانوں کو ایک documentary دکھائی گئی جو جماعت احمدیہ کے تعارف اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مختلف پارلیمینٹس میں خطابات کی جھلکیوں پر مشتمل تھی۔ اس کے بعد ریجنل قائد صاحب نے خدام الاحمدیہ کے تحت ہونے والے خدمتِ خلق کے کاموں پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ کس طرح جماعت احمدیہ کے نوجوان انسانیت اور اس ملک کی خدمت کر رہے ہیں۔ پھر بچوں نے Love for All Hatred for None کے موضوع پر ایک ترانہ پیش کیا۔

Mr John McDonnel MP نے اپنے مختصر ایڈریس میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف حاصل کر چکے ہیں اور جماعت احمدیہ کے سالانہ National Peace Symposiums میں بھی شامل ہو چکے ہیں۔ انہوں نے جماعت کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ جب کبھی اور جہاں کہیں مشکل پیش آئے افراد جماعت ہر وقت خدمت کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں خواہ وہ مقامی سطح پر ہو یا ملکی سطح پر۔

اس کے بعد مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مشنری انچارج یوکے نے اپنے خطاب میں حاضرین کو اسلام کی خوبصورت اور پُر امن تعلیم سے آگاہ کیا اور اپنی تقریر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات اور اسوۂ حسنہ سے مزیّن کیا۔

خطاب کے بعد مکرم عطاء المجیب راشد صاحب نے مہمانوں کو سوالات کرنے کا موقع دیا۔ سوال و جواب کی اس مجلس میں مہمانوں نے بڑی دلچسپی کا اظہار کیا اور مقررہ وقت سے تجاوز کر کے بہت دیر تک یہ سوال و جواب کی محفل چلتی رہی۔

سوال و جواب کے اختتام پر مکرم عطاء المجیب راشد صاحب نے دعا کروائی جس کے بعد مہمانوں کو عشائیہ پیش کیا گیا اور اس دوران بھی مہمانوں کے ساتھ گفتگو اور تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا۔

مکرم منصور احمد چٹھہ صاحب ریجنل مبلغ مڈل سیکس یوکے کی مرسلہ رپورٹ کے مطابق سب مہمانوں کو کتاب World Crisis and the Pathway to Peace دی گئی۔ پادری صاحبان کو اس کتاب کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی تصنیف Revelation, Rationality, Knowledge and Truth بھی دی گئی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس تقریب میں ایک ممبر آف پارلیمنٹ Mr John McDonnell MP، لوکل میئر، چھ کونسلرز، چار پولیس افسران اور تین ہیڈ ٹیچرز کے علاوہ مختلف چرچز (Churches) سے تعلق رکھنے والے آٹھ پادری بھی شامل ہوئے۔ غیر از جماعت مہمانوں کی کل تعداد 120 تھی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

اللہ تعالیٰ کے فضل سے پروگرام میں شامل مہمانان نے اچھے تأثرات کا اظہار کیا۔

❁......ایک پادری صاحب نے سوالیہ انداز میں مکرم منصور احمد چٹھہ صاحب ریجنل مبلغ سے کہا کہ آپ لوگ بہت دیر سے پروگرام کی تیاری کر رہے ہوں گے اور بڑی محنت کرنی پڑی ہوگی؟ مبلغ صاحب نے انہیں بتایا کہ اس پروگرام کی تیاری صرف چند ہفتوں میں ہوئی ہے۔

❁......ایک عیسائی دوست اس تقریب میں شامل نہ ہو سکے۔ انہوں نے بتایا کہ اگلے روز یعنی اتوار کو گرجا (Christ Church) میں بھی اس تقریب کا ذکر ہو رہا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ عیسائیت میں بھی فرقہ بازی ہے اور ان کے چرچ میں یہ ذکر چل رہا تھا کہ جماعت احمدیہ نے ایسے عیسائیوں کو جو کبھی کسی ایک گرجا میں اکٹھے نہیں ہوتے ایک مسجد میں اکٹھا کر لیا۔

❁......ایک پادری Rev. Andrew Pottage نے کہا کہ بعض سوالات نا مناسب تھے مگر آپ لوگوں کا جواب اور ردِّعمل بہت ہی اچھا تھا۔

Online Media پر بھی اس تقریب کی خبر شائع ہوئی ہے۔ ایک انگریز کو جب علم ہوا کہ print media نے ہماری خبر شائع نہیں کی تو اس نے تقریب کی رپورٹ ریجنل اخبار میں بھی شائع کرا دی۔

باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت احمدیہ مالی (مغربی افریقہ) کے 9ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

علمی وتربیتی موضوعات پر علماء سلسلہ کی تقاریر۔ باجماعت نماز تہجد و دروس۔

ریڈیو، ٹی وی اور اخبارت کے ذریعہ وسیع پیمانہ پر جلسہ کی تشہیر۔ ساڑھے نوہزار سے زائد افراد کی جلسہ میں شمولیت۔

بلال احمد ناصر۔ مبلغ سلسلہ احمدیہ باماکو۔ مالی (مغربی افریقہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ مالی کو یکم، 2 اور 3/اپریل 2016 بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار اپنا نواں (9) جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

❁...... جلسہ سے ایک ہفتہ قبل ایک پریس کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں 3 ٹی وی سٹیشنز، 7 ریڈیو سٹیشنز اور 4 اخبارات کے نمائندے شامل ہوئے۔ اس پریس کانفرنس میں شاملین کو جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا گیا نیز جلسہ سالانہ کا تعارف اور اس کی اہمیت سے آگاہ کیا گیا۔

❁...... جلسہ سالانہ کے انتظامات کی بہتر انجام دہی کے لئے جماعتی روایات کے مطابق جلسہ سے دو ماہ قبل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی اور جلسہ سالانہ تک ہر ہفتہ اس کمیٹی کی میٹنگز کا انعقاد کیا جاتا رہا جس میں کمیٹی ممبران کو ہدایات دینے کے ساتھ ساتھ ان کے کام کا جائزہ بھی لیا جاتا رہا۔

مختلف کاموں کی انجام دہی کے لئے مالی کے مختلف ریجنز سے خدام جلسہ سالانہ سے ایک ہفتہ قبل ہی دارالحکومت بماکو میں پہنچ گئے اور بڑے جوش اور ولولہ کے ساتھ وقارعمل اور جلسہ کی تیاریوں میں حصہ لیا۔ جلسہ سے ایک ہفتہ قبل ایک مثالی وقارعمل جلسہ گاہ میں کیا گیا جس میں بماکو کے انصار، خدام، اطفال، لجنہ اور ناصرات کے علاوہ دوسرے ریجنز کے انصار اور خدام نے بھی بھرپور حصہ لیا۔

❁...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت مکرم اعصام الخامسی صاحب صدر جماعت مراکش کو اپنے نمائندہ کے طور پر مالی جلسہ میں شمولیت کے لئے بھجوایا۔ نیز ہمسایہ ممالک برکینا فاسو اور نائیجر کے وفود بھی اس جلسہ میں شامل ہوئے۔

❁...... مکرم اعصام الخامسی صاحب اور مکرم امیر صاحب مالی نے یکم اپریل کی صبح جلسہ گاہ کا دورہ کیا اور جلسہ گاہ کی تیاری اور ڈیوٹیز کا جائزہ لیا اور خدام کو جلسہ کی ڈیوٹیز کی اہمیت اور افادیت سے آگاہ کیا اور جلسہ گاہ کی تیاری کے حوالہ سے ان کی کوششوں کو سراہا۔

❁...... مالی رقبہ کے لحاظ سے ایک وسیع ملک ہے۔ آمد و رفت کے ذرائع محدود اور اچھے نہ ہونے کی وجہ سے بعض علاقوں سے جلسہ سالانہ میں آنے کے لئے مہمانان کو بہت دقت کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے اور بہت لمبا سفر طے کرنا پڑتا ہے۔ دُور کے ریجنز سے مہمانوں کی آمد کا سلسلہ جلسہ سے ایک روز قبل بروز جمعرات شروع ہوگیا تھا۔

جلسہ سالانہ کا پہلا دن یکم اپریل 2016ء

جلسہ سالانہ کے پہلے دن پہلے سیشن سے قبل شام چار بجے لوائے احمدیت لہرایا گیا۔ لوائے احمدیت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے نمائندہ مکرم اعصام الخامسی صاحب اور مالی کا قومی پرچم مکرم ظفر احمد بٹ صاحب امیر جماعت احمدیہ مالی نے لہرایا۔ اس کے بعد دعا کروائی گئی اور دعا کے بعد جلسہ کے پہلے سیشن کا آغاز ہوا۔

پہلا سیشن

پہلے اجلاس کی صدارت مکرم اعصام الخامسی صاحب نے کی۔ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت اور لوکل زبان میں اس کے ترجمہ کے بعد نظم پڑھی گئی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے افتتاحی خطاب کیا۔ اپنے خطاب میں مکرم امیر صاحب نے تمام مہمانان کو جلسہ میں خوش آمدید کہا اور مہمانان کو جلسہ سالانہ کی اہمیت اور افادیت سے آگاہ کیا اور اس حوالہ سے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اقتباسات پڑھ کے سنائے۔ اس کے بعد مکرم عمر معاذ صاحب مبلغ سلسلہ نے **مذہبی لیڈرز کے پرامن رہنے کی اہمیت** کے موضوع پر تقریر کی۔ اپنی تقریر میں آپ نے اس بات کی اہمیت کو اجاگر کیا کہ اگر مذہبی لیڈرز اپنے ماننے والوں کو پرامن رہنے کی تعلیم دیں گے تو دنیا میں جو بے امنی پھیلی ہے وہ ختم ہوسکتی ہے۔ آپ نے کہا کہ اس وقت دنیا میں وہ واحد وجود جو دنیا کو امن کی تعلیم کی طرف بلا رہا ہے وہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں۔ اگر اس وقت دنیا میں امن قائم کیا جاسکتا ہے تو وہ صرف اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے امام وقت کی پیروی میں کیا جاسکتا ہے۔

اس کے بعد مختلف علاقوں سے آئے ہوئے مذہبی اور سیاسی لیڈرز نے شاملین جلسہ کے سامنے جماعت احمدیہ اور جلسہ سالانہ کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

جلسہ سالانہ کا دوسرا دن 2 اپریل 2016

جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کا آغاز باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد مکرم عبدالقادر تراورے صاحب معلم سلسلہ نے **معاشرے کی فلاح وبہبود میں عورتوں کا کردار** کے موضوع پر درس دیا۔

دوسرا سیشن

صبح 9 بجے جلسہ کے دوسرے سیشن کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد معلم سلسلہ مکرم سایوں تراورے صاحب نے ''**خلافت ایک انعام خداوندی**'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اپنی تقریر میں آپ نے کہا کہ اس وقت صرف جماعت احمدیہ ہی وہ خوش قسمت جماعت ہے کہ جس میں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق خلافت کا سلسلہ جاری ہے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے اس نعمتِ خداوندی کو قبول کیا ہے اور خلافت کے زیرِ سایہ اپنی زندگیاں پُرامن طور پر گزار رہے ہیں۔

اس کے بعد مکرم خلیفہ کرا کو صاحب معلم سلسلہ نے لوکل زبان میں نظم پیش کی۔ بعد ازاں مکرم ابوبکر سانوغو صاحب نے **اسلام میں اجرائے نبوت** کے موضوع پر تقریر کی۔ اپنی تقریر میں آپ نے قرآن کریم اور احادیث سے اجرائے نبوت کو ثابت کیا اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی صداقت کے دلائل پیش کئے۔ اس کے بعد مکرم باشا کا تراورے صاحب نے لوکل زبان میں خوش الحانی سے نظم پڑھی۔

بعد ازاں مکرم عبدالرحمان تراورے صاحب معلم سلسلہ نے ''**اسلام اور تربیت اولاد**'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اپنی تقریر میں انہوں نے نبی پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نمونہ پیش کیا کہ کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اولاد کی تربیت کی اور تربیت اولاد کے حوالہ سے کیا ارشادات فرمائے۔ نیز رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق حضرت مسیح موعودؑ کے تربیت اولاد کے حوالہ سے اقتباسات پڑھ کر سنائے۔

تیسرا سیشن

نماز اور کھانے کے وقفہ کے بعد شام 4 بجے جلسہ سالانہ کے تیسرے سیشن کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور قصیدہ کے بعد مکرم ادریس پرکوما صاحب معلم سلسلہ نے '**اسلام میں بدعات سے مناہی**' کے عنوان پر تقریر کی۔ اپنی تقریر میں آپ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پیش کیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بدعات سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے احادیث سے صحابہ کرامؓ کا نمونہ بیان فرمایا کہ کس طرح وہ بدعات سے پرہیز کیا کرتے تھے۔ آپ نے امام وقت حکم وعدل حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات پڑھ کر سنائے جن میں آپؑ نے بدعات سے بچنے کا ارشاد فرمایا ہے۔

بعد ازاں مکرم عبدالحیٔ وورا گو صاحب معلم سلسلہ نے **اس عالمی بدامنی کے دَور میں نجات کی کنجی** کے موضوع پر تقریر کی۔ اپنی تقریر میں آپ نے کہا کہ یہ جو بدامنی ہم آج دنیا میں دیکھ رہے ہیں اس کی پیشگوئی آج سے 1400 سال پہلے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی تھی اور ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بدامنی کے دَور میں نجات کی راہ بھی ہمیں دکھادی تھی۔ **فان رایتموہ فبایعوہ** کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو امام وقت کی جماعت میں داخل ہوکر اس بدامنی اور ضلالت کے دور میں امن اور ہدایت کی ضمانت دے دی تھی۔ اور اس زمانہ میں امام وقت کو **انی احافظ کل من فی الدار** کا الہام کرکے خداتعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ضمانت کی تصدیق کردی۔ آپ نے اپنی تقریر میں کہا کہ وہ واحد وجود جو اس وقت دنیا کو بغیر کسی ذاتی مفاد کے امن کی طرف بلا رہا ہے وہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں۔ آپ نے دنیا کے تمام سیاسی اور مذہبی لیڈرز کو دنیا میں امن قائم کرنے کی طرف نہ صرف بلایا بلکہ ان کو عالمی امن قائم کرنے کا طریق بھی بتایا ہے کہ جب تک سیاسی اور مذہبی فیصلوں میں انصاف کو مدنظر نہ رکھا جائے گا دنیا میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔ آپ نے سب کو بتایا ہے کہ دنیا میں امن قائم کرنے کا واحد طریق قرآن کریم اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی پیروی ہے۔

اس کے بعد جلسہ میں شامل معزز سیاسی اور مذہبی مہمانوں نے شاملین جلسہ کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

بعد نماز مغرب وعشاء تمام مہمانان کے لئے مجلس سوال وجواب کا انعقاد کیا گیا جس میں احمدی وغیر احمدی مردوں اور خواتین نے حصہ لیا۔ مکرم عمر معاذ صاحب مبلغ سلسلہ نے احباب کے سوالوں کے جواب دیئے۔ یہ مجلس رات 12 بجے اپنے اختتام کو پہنچی۔

جلسہ سالانہ کا تیسرا دن 3 اپریل 2016ء

جلسہ کے تیسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد مکرم خلیفہ کرا کو صاحب معلم سلسلہ نے **اسلام میں چندہ جات کا نظام** کے موضوع پر درس دیا۔

آخری سیشن

سیشن کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم عمر معاذ صاحب مبلغ سلسلہ نے '**شہدائے احمدیت**' کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں ابتدائے اسلام میں صحابہؓ کی طرف سے پیش کی جانے والی جانوں کی قربانی کی مثالیں پیش کیں۔ ان قربانیوں کے ساتھ ملنے والے فیوض کا ذکر کیا۔ پھر اس آخرین کی جماعت کی طرف سے پیش کی جانے والی جانی قربانیوں کا ذکر کیا اور ان قربانیوں کے بدلہ میں خداتعالیٰ کی طرف سے ہونے والے فضلوں اور انعامات کا ذکر کیا۔

اس کے بعد مکرم اعصام الخامسی صاحب نے تقریر فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ پر ہونے والے خداتعالیٰ کے فضلوں اور انعامات کا ذکر کیا۔ جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کے بعد ایک احمدی میں پیدا ہونے والی روحانی تبدیلی پیدا کرنے کی طرف شاملین کو توجہ دلائی۔ آپ نے اپنی تقریر میں شاملین جلسہ کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ وہ خلافت کے ساتھ ایک مضبوط تعلق پیدا کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات اور خطابات سننے کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے کہا کہ وہ لوگ جو اس جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں وہ یہاں سے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کرنے کا عزم لے کر واپس جائیں اور واپس جاکر اپنے گھروں اور اپنے محلّوں میں اس پاک تبدیلی کو پیدا کریں۔

آخر میں امیر جماعت مالی مکرم ظفر احمد بٹ صاحب نے تقریر کی۔ آپ نے اطاعت امام اور خلافت کے ساتھ گہرے تعلق کی اہمیت پر زور دیا۔ آپ نے کہا کہ خدا کرے کہ تمام لوگ جو اس جلسہ میں شامل ہورہے ہیں وہ حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کے وارث ہوں۔ پھر امیر صاحب نے جلسہ کی رپورٹ پیش کی۔

اس کے بعد مکرم اعصام الخامسی صاحب نے اختتامی دعا کروائی اور آخر میں لجنہ کی طرف سے ترانے پیش کئے گئے۔

خداتعالیٰ کے فضل سے امسال جلسہ سالانہ کے موقع پر **321** سعید روحیں بیعت کرکے احمدیت میں داخل ہوئیں۔ **الحمد للہ علیٰ ذالک**

حاضری جلسہ سالانہ

الحمدللہ امسال 243 جماعتوں کے 9671 احباب جلسہ میں شامل ہوئے۔ مالی کے علاوہ مختلف ممالک کے احمدی احباب نے جلسہ میں نمائندگی کی جن میں گھانا، برکینا فاسو، نائیجر اور نائیجیریا شامل ہیں۔

نمائش اور بازار

جلسہ گاہ میں احمدی احباب کی دلچسپی کے لئے ایک جماعتی نمائش کا انتظام بھی کیا گیا جس میں تصاویر، پمفلٹس، بینرز، سی ڈیز اور کتابوں کی نمائش بھی لگائی گئی۔ تمام حاضرین جلسہ نے نمائش سے استفادہ کیا اور اسے پسند کیا۔ اس کے علاوہ جلسہ گاہ کی ایک طرف بازار بھی لگایا گیا جس میں خور و نوش کی اشیاء کے علاوہ احباب کی ضرورت کی دوسری اشیاء بھی رکھی گئیں۔

میڈیا کوریج

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال جلسہ سالانہ مالی کو میڈیا کی طرف سے وسیع کوریج دی گئی۔ جلسہ کے موقع پر 3 ٹی وی چینلز، 9 ریڈیوز اور 9 اخباری نمائندے شامل ہوئے۔ مالی کے سرکاری ٹی وی چینل ORTM اور دیگر ٹی وی چینلز ENERGIE TV اور L TV نے جلسہ کے بعد جلسہ کی ویڈیوز اور خبریں اپنے چینلز پر چلائیں۔ نیز جلسہ کی خبریں ریڈیوز اور اخبارات پر بھی نشر ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس جلسہ کے بہترین نتائج پیدا ہوں۔

☆......☆......☆

بقیہ: لنگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

.... از صفحہ 12

رضی اللہ عنہ صاحب کپورتھلوی کی ایک روایت بار بار پڑھنے کے لائق ہے۔ تاکہ اندازہ ہوکہ یہ کتنا چھوٹا سا آغاز تھا، جو آج اس عظیم الشان مقام اور مرتبے تک پہنچ چکا ہے۔

حضرت منشی ظفر احمدؓ صاحب کپورتھلوی فرماتے ہیں کہ:

''......ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر خرچ نہ رہا۔ ان دنوں جلسہ سالانہ کے لئے چندہ ہوکر نہیں جاتا تھا۔ حضور اپنے پاس سے ہی صَرف فرماتے تھے۔ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ مرحوم نے آکر عرض کی کہ رات کو مہمانوں کے لئے کوئی سامان نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے کوئی زیور لے کر، جو کفایت کر سکے، فروخت کر کے سامان کر لیں۔ چنانچہ زیور فروخت کر کے یا رہن کر کے میر صاحب روپیہ لے آئے اور مہمانوں کے لئے سامان بہم پہنچا دیا۔ دو دن کے بعد پھر میر صاحب نے رات کے وقت میری موجودگی میں کہا کہ کل کے لیے پھر کچھ نہیں ہے۔ فرمایا کہ ہم نے برعایت ظاہری اسباب کے انتظام کر دیا تھا۔ اب ہمیں ضرورت نہیں۔ جس کے مہمان ہیں، وہ خود کرے گا۔ اگلے دن آٹھ یا نو بجے جب چٹھی رسان آیا تو حضور نے میر صاحب کو اور مجھے بلایا۔ چٹھی رسان کے ہاتھ میں دس پندرہ کے قریب منی آڈر ہوں گے، جو مختلف جگہوں سے آئے تھے۔ سو سو، پچاس پچاس روپے کے۔ اور ان پر لکھا تھا کہ ہم حاضری سے معذور ہیں، مہمانوں کے صَرف کے لئے یہ روپے بھیجے جاتے ہیں۔ آپ نے وصول فرما کر توکل پر تقریر فرمائی......کہ جیسا ایک دنیادار کو اپنے صندوق میں رکھے ہوئے روپوں پر بھروسہ ہوتا ہے کہ جب چاہوں گا، نکال لوں گا۔ اس سے زیادہ ان لوگوں کو، جو اللہ تعالیٰ پر پورا توکّل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ پر یقین ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب ضرورت ہوتی ہے، فوراً خدا تعالیٰ بھیج دیتا ہے''۔

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 184-183)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لنگر کے متعلق ایک عظیم الشان پیشگوئی فرماتے ہیں:۔

''.....سورۃ کوثر میں جس لنگر کی خبر دی گئی تھی، اس میں کوثر سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل متبع مسیح موعود مراد تھا۔ چنانچہ اس کا لنگر دیکھ لو، آج تک جاری ہے۔ اس جلسہ پر آنے والے بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں اور سارا سال بھی لنگر جاری رہتا ہے۔ پس مبارک ہو کہ آپ سب لوگوں کو اس موعود لنگر سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملا ہے۔ مجھے یاد ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں جب پرانے صحابیؓ آیا کرتے تھے تو لنگر سے روٹیاں لے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ان میں بڑی برکت ہے۔ ہم تو سارا سال کوئی بیماری ہو اپنے بچوں اور بیویوں کو یہی روٹیاں پانی میں گھول کر پلا دیتے ہیں اور وہ بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ اگر احمدی اپنے ایمان پر قائم رہے تو یہ لنگر بھی ہمیشہ قائم رہے گا اور کبھی نہیں مٹے گا کیونکہ اس کی بنیاد خدا کے مسیح موعود نے قائم کی ہے۔ جن کو خدا تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ تین سو سال کے اندر تیری جماعت ساری دنیا پر غالب آجائے گی۔ اور تین سو سال میں یہ لنگر ربوہ میں نہیں رہے گا بلکہ تین سو سال کے بعد ایک لنگر امریکہ میں بھی ہوگا، ایک چین میں بھی ہوگا، ایک انڈیا میں بھی ہوگا، ایک جرمنی میں بھی ہوگا، ایک روس میں بھی ہوگا، ایک چین میں بھی ہوگا، ایک انڈونیشیا میں بھی ہوگا، ایک سیلون میں بھی ہوگا، ایک برما میں بھی ہوگا، ایک شام میں بھی ہوگا، ایک لبنان میں بھی ہوگا، ایک ہالینڈ میں بھی ہوگا۔ غرض دنیا کے ہر بڑے ملک میں یہ لنگر ہوگا''۔

(سیر روحانی صفحہ 752-751)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین سو سال کے بعد جن ملکوں میں لنگر جاری ہونے کی خبر دی تھی، وہ آج 127 سال میں ہی اکثر ملکوں میں پوری ہو چکی ہے۔ وہ آخری جلسہ سالانہ، جو حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زندگی میں منعقد ہوا اور جس میں ایک بڑا لنگر جاری ہوا، آج افریقہ کے مختلف ممالک میں ہر جلسہ سالانہ پر اس سے کئی گنا بڑے لنگر جاری ہوتے ہیں۔ اسی طرح یورپ کے مختلف ممالک میں بھی اس سے بہت بڑے بڑے لنگر خدا تعالیٰ کے فضل سے جاری ہوتے ہیں۔ اور نہایت عمدگی اور حسن انتظام کے ساتھ جاری رکھے جاتے ہیں۔ قادیان میں تو جاری ہی ہے۔ ربوہ میں بھی آج تک یہ لنگر سارا سال اپنے فیض کے لحاظ سے جاری رہتا ہے۔ گو جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں اس لنگر کے جاری کرنے پر قدغن لگا دی گئی ہے۔ مگر فیض کے لنگر دنیا میں کون بند کر سکتا ہے؟ ایک لنگر بند کرنے کی کوشش کی گئی تو دنیا کے سینکڑوں ممالک میں حضرت مسیح موعودؑ کے لنگر جاری ہو گئے۔

ایک وہ وقت تھا کہ لنگر کے اخراجات کے لئے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو حضرت اماں جان کے زیور بیچنے پڑے۔ یہ ان زیورات کی بھی برکت ہے، جو آج ساری دنیا میں مسیح پاک کے لنگروں کے بے شمار اخراجات کے لئے سال بہ سال جماعت کو ازخود بہتے ہوئے دریا کی صورت میں رقم عطا ہوتی چلی جارہی ہے۔ اور انشاء اللہ ہمیشہ ہوتی چلی جائے گی۔ مگر ان دریاؤں کو جاری کرنے والا وہی رازق خدا ہے، جس نے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لنگر کو جاری فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ مسیح پاک کے لنگر سے فیض پانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا شمار بھی اپنے پیارے مسیح کے ان غلاموں اور درویشوں میں فرمائے، جن کے متعلق اس پاک ذات نے اپنے موعود مسیح کو کشفاً دکھایا کہ

''عرصہ قریباً اٹھائیس برس کا گزرا ہے کہ میں نے خواب میں ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت میں دیکھا، جو ایک اونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا، جو نہایت چمکیلا تھا۔ وہ نان اس نے مجھے دیا اور کہا کہ: **یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے**۔ یہ اس زمانہ کی خواب ہے، جبکہ میں نہ کوئی شہرت اور نہ کوئی دعویٰ رکھتا تھا اور نہ میرے ساتھ درویشوں کی کوئی جماعت تھی۔ مگر اب میرے ساتھ بہت سی وہ جماعت ہے، جنہوں نے خود دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر اپنے تئیں درویش بنا دیا ہے اور اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے اور اپنے قدیم دوستوں اور اقارب سے علیحدہ ہو کر ہمیشہ کے لئے میری ہمسائیگی میں آ آباد ہوئے ہیں۔ اور نان سے میں نے یہ تعبیر کی تھی کہ خدا ہمارا اور ہماری جماعت کا آپ متکفل ہوگا اور رزق کی پریشانگی ہم کو پراگندہ نہیں کرے گی۔ چنانچہ سالہائے دراز سے ایسا ہی ظہور میں آرہا ہے''۔

(نزول المسیح، مندرجہ زیر پیشگوئی نمبر 75، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 585-584)

☆......☆......☆

بقیہ: مختصر عالمی جماعتی خبریں

.... از صفحہ نمبر 9

ایک گرجا کے نمائندہ نے اپنے گرجا (Seer Green Church) کے Bulletin میں اس تقریب کی تصاویر اور رپورٹ شائع کی اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے پروگرام کے بعد بھی جماعت احمدیہ کے تعارف کا سلسلہ جاری رہا۔

....

﴿مالٹا﴾

مالٹا کے ایک چرچ کی عمارت میں اسلامی تعلیمات کا تذکرہ

اسلام: ایک خطرہ یا امن کا ذریعہ؟

مالٹا کے ایک چرچ Millennium Chapel Foundation کی طرف سے اسلام سے متعلق ایک لیکچر کی دعوت ملی۔ چرچ کے Coordinator مکرم Anthony Curmi صاحب نے لکھا کہ وہ جماعت کی طرف سے اخبارات میں لکھے جانے والے مضامین سے بہت متأثر ہیں اور چرچ کے پادری صاحب کی بھی خواہش ہے کہ جماعت احمدیہ کے افراد ہمارے لوگوں کو اسلام سے متعلق ایک لیکچر دیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مؤرخہ 21 جنوری 2016ء چرچ کی عمارت میں Islam: a threat or a source of peace? کے عنوان پر مکرم لئیق احمد عاطف صاحب مبلغ سلسلہ مالٹا نے ایک تفصیلی لیکچر دیا اور بعد میں حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے۔ یہ پروگرام ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔

اس پروگرام کے بعد منتظمین نے لکھا کہ ہم کئی سالوں سے پروگرام منعقد کر رہے ہیں لیکن اتنی حاضری کبھی نہیں ہوئی جتنی اس لیکچر کے دوران تھی۔ یہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ یہ مضمون لوگوں کی خصوصی دلچسپی کا باعث ہے۔ ہمیں اسلام کی خوبصورت تعلیم جاننے کا موقع ملا اور تمام حاضرین بہت خوش تھے اور ان کی طرف سے بہت اچھا Feedback ملا ہے۔

چرچ کے پادری مکرم Hilary Tagliaferro نے اپنے پیغام میں لکھا کہ آپ کا ہمارے پروگرام میں آنا اور ایک نہایت enlightening talk پیش کرنا ہمارے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے۔ ہمیں دنیا میں امن و محبت کے قیام کے لئے مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو اپنے فضلوں سے نوازے۔

اس پروگرام میں تمام حاضرین کو جماعت کے تعارف پر مشتمل فولڈر اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتاب ''**عالمی بحران اور امن کی راہ**'' کا مالٹی ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔

اس پروگرام میں مسلمان، یہودی اور عیسائی لوگوں نے شرکت کی۔ حاضرین کی کل تعداد 70 تھی۔

....

قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی و تربیتی مساعی میں بہت برکت دے اور ان کے شیریں ثمرات عطا فرمائے۔ آمین۔

☆......☆......☆

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

MOT

CLASS IV: £48

CLASS VII: £56

Servicing, Tyres & Exhausts.

Mechanical Repairs

All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon - London

Tel: 020 8542 3269

الٰہی کارخانہ کی تیسری شاخ............
لنگر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

لئیق احمد ناصر چوہدری۔ نائب وکیل الدیوان

جماعت احمدیہ بھی خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں ایک عجیب قوم پیدا فرمائی ہے۔ جس کی خواہشیں بھی نرالی، جس کے جذبے بھی کمال اور جس کے شوق بھی صوفیانہ۔ جب دھند چھا کر دسمبر کی آمد اور سردی کے شباب کا مسحور کن اعلان کرتی ہے تو جہاں دنیا والے گرم لحافوں میں گھس کر خشک میوہ جات، بھاپ اڑاتی کافی یا چائے سے لطف اندوز ہوتے، رومانوی باتوں یا ناولوں میں مگن ہوجاتے ہیں۔ وہاں عین اسی وقت احمدی اپنے جلسہ ہائے سالانہ کی یادوں کو اپنے دلوں میں گرما رہے ہوتے ہیں۔ کوئی یخ بستہ صبحوں میں تہجد کے مزے کا ذکر کر رہا ہوتا ہے تو کوئی ایمان افروز تقاریر کا۔ کہیں بیت الدعا کے چھوٹے سے بابرکت حجرے کے باہر لگی لمبی قطاروں کے تذکرے ہو رہے ہوتے ہیں تو کہیں مسجد اقصیٰ کے وسیع صحن میں بیٹھے ہمہ تن گوش احباب کے۔ اور انہی یادوں میں ایک دلنشیں یاد لنگر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی ہے۔

ہیں لوگ وہ بھی چاہتے ہیں دولت جہاں ملے
زمیں ملے، مکاں ملے، سکونِ قلب و جاں ملے
پر احمدی وہ ہیں کہ جن کے جب دعا کو ہاتھ اٹھیں
تڑپ تڑپ کے یوں کہیں کہ ہم کو قادیاں ملے

جلسے کا ہر رنگ ہی نرالا اور بابرکت ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو، بقول حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"....اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی پہلی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 282-281)

لیکن اس وقت میرا ذہن جلسے کے ایک جزو لاینفک لنگر کی طرف متوجہ ہے۔ اس مبارک لنگر کے کیا کہنے۔ دنیا کے بڑے سے بڑے ترقی یافتہ ممالک کے لگژری ہوٹلز کے بوفے بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لنگر کے آلو گوشت اور دال کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

یہ وہ لنگر ہے جو خدا تعالیٰ کا ایک عظیم معجزہ ہے۔ یہ لنگر اس عظیم الشان ہستی کا فیض ہے، جو باوجود صاحب جائیداد ہونے کے ایک وقت خود دسترخوان کے بچے ہوئے ٹکڑوں پر گزارہ کرتا تھا۔ اور جسے دسترخوان کے چنے ہوئے کھانوں میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ جو کچھ بچ رہتا تھا وہ خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے تناول فرما لیتے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ابتدائی زمانے کا ذکر یوں فرماتے ہیں:۔

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ كَانَ اُكُلِی
وَ صِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامَ الْاَھَالِی

ترجمہ: ایک وقت تھا جب دسترخوان کے بچے ہوئے ٹکڑوں پر میرا گذارہ تھا۔ اب دیکھو! میں بڑے بڑے خاندانوں کو کھلانے والا بن گیا ہوں۔

حضرت مصلح موعودؓ اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"..... اس میں اشارہ ہے ان مہاجرین کی طرف جو اپنا وطن چھوڑ کر سینکڑوں مہاجروں کی صورت میں یہاں بس رہے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قائم کردہ لنگر ان کو پال رہا ہے۔ غرض آج بھی وہی قرآنی لنگر جاری ہے اور آپ لوگ سارا سال بھی اور جلسہ کے دنوں میں بھی اس قرآنی لنگر سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے جاری ہوا تھا، فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ وہ مسیح موعودؑ، جو ہزاروں ایکڑ زمین اور چھ گاؤں کا واحد مالک ہونے کے باوجود آپ لوگوں کی خاطر غریب بن گیا تھا تاکہ قرآنی لنگر کی کوئی روٹی آپ کے لئے بھی لے آوے، آپ کے لئے بڑا بھاری نمونہ ہے۔ اگر آپ اس زندگی پر غور کریں تو یقیناً آپ نہایت آسانی کے ساتھ ولی اللہ بن سکتے ہیں"۔ (سیر روحانی صفحہ 755)

لنگر خانہ کا نظام بہت اہمیت کا حامل ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے الٰہی کارخانہ کی تیسری شاخ قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"...... اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے اور ضرور تھا کہ وہ مہم عظیم کے روبراہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا۔ سو اس حکیم وقدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا اور دنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کے لئے کئی شاخوں پر امر تائید حق اور اشاعت اسلام کو منقسم کر دیا۔............ تیسری شاخ اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پا کر اپنی اپنی نیّتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں۔ یہ شاخ بھی برابر نشوونما میں ہے۔ اگرچہ بعض دنوں میں کچھ کم مگر بعض دنوں میں نہایت سرگرمی سے اس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ان سات برسوں میں ساٹھ ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہوں گے اور جس قدر اُن میں سے مستعد لوگوں کو تقریری ذریعوں سے روحانی فائدہ پہنچایا گیا اور اُن کے مشکلات حل کر دیئے گئے۔ اور اُن کی کمزوری کو دور کر دیا گیا اس کا علم خدا تعالیٰ کو ہے۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زبانی تقریریں جو سائلین کے سوالات کے جواب میں کی گئیں یا کی جاتی ہیں یا اپنی طرف سے محل اور موقعہ کے مناسب کچھ بیان کیا جاتا ہے یہ طریق بعض صورتوں میں تالیفات کی نسبت نہایت مفید اور مؤثر اور جلد تر دلوں میں بیٹھنے والا ثابت ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام نبی اس طریق کو ملحوظ رکھتے رہے ہیں اور بجز خدا تعالیٰ کے کلام کے جو خاص طور پر بلکہ قلم بند ہو کر شائع کیا گیا باقی جس قدر مقالات انبیاء ہیں وہ اپنے اپنے محل پر تقریروں کی طرح پھیلتے رہے ہیں۔ عام قاعدہ نبیوں کا یہی تھا کہ محل شناس لیکچرار کی طرح ضرورتوں کے وقتوں میں مختلف مجالس اور محافل میں اُن کے حال کے مطابق روح سے قوت پا کر تقریر کرتے تھے۔ مگر نہ اِس زمانہ کے متکلّموں کی طرح کہ جن کو اپنی تقریر سے فقط اپنا علمی سرمایہ دکھلانا منظور ہوتا ہے۔ یا یہ غرض ہوتی ہے کہ اپنی جھوٹی منطق اور سوفسطائی حجتوں سے کسی سادہ لوح کو اپنے پیچ میں لاویں اور پھر اپنے سے زیادہ جہنّم کے لائق کریں۔ بلکہ انبیاء نہایت سادگی سے کلام کرتے اور جو اپنے دل سے اُبلتا تھا وہ دوسروں کے دلوں میں ڈالتے تھے۔ اُن کے کلمات قدسیّہ عین محل اور حاجت کے وقت پر ہوتے تھے اور مخاطبین کو شغل یا افسانہ کی طرح کچھ نہیں سُناتے تھے بلکہ اُن کو بیمار دیکھ کر اور طرح طرح کے آفاتِ روحانی میں مبتلا پا کر علاج کے طور پر اُن کو نصیحتیں کرتے تھے یا حجِ قاطعہ سے اُن کے اوہام کو رفع فرماتے تھے۔ اور اُن کی گفتگو میں الفاظ تھوڑے اور معانی بہت ہوتے تھے۔ سو یہی قاعدہ یہ عاجز ملحوظ رکھتا ہے اور واردین اور صادرین کی استعداد کے موافق اور اُن کی ضرورتوں کے لحاظ سے اور اُن کے امراض لاحقہ کے خیال سے ہمیشہ بابِ تقریر کھلا رہتا ہے کیونکہ بُرائی کو نشانہ کے طور پر دیکھ کر اس کے روکنے کے لئے نصائح ضروریہ کی تیر اندازی کرنا اور بگڑے ہوئے اخلاق کو ایسے عضو کی طرح پا کر جو اپنے محل سے ٹل گیا ہو اپنی حقیقی صورت اور محل پر لانا .جیسے یہ علاج بیمار کے رُوبرو ہونے کی حالت میں متصوّر رہے اور کسی حالت میں کماحقہ ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے چندیں ہزار نبی اور رسول بھیجے اور ان کی شرفِ صحبت میں مشرّف ہونے کا حکم دیا تا ہر ایک زمانہ کے لوگ چشم دید نمونوں کو پا کر اور ان کے وجود کو مجسّم کلام الٰہی مشاہدہ کر کے اُن کی اقتدا کے لئے کوشش کریں۔ اگر صحبت صادقین میں رہنا واجبات دین میں سے نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ اپنے کلام کو بغیر بھیجنے رسولوں اور نبیوں کے اور طور پر بھی نازل کر سکتا تھا یا صرف ابتدائی زمانہ میں ہی رسالت کے امر کو محدود رکھتا اور آئندہ ہمیشہ کے لئے سلسلہ نبوت اور رسالت اور وحی کا منقطع کر دیتا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی عمیق حکمت اور دانائی نے ہرگز ایسا منظور نہیں رکھا اور ضرورت کے وقتوں میں یعنی جب کبھی محبت الٰہی اور خدا پرستی اور تقویٰ طہارت وغیرہ امور واجبہ میں فرق آتا رہا ہے مقدس لوگ خدا تعالیٰ سے وحی پا کر نمونہ کے طور پر دنیا میں آتے رہے ہیں اور یہ دونوں قضیے باہم لازم ملزوم ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کو ہمیشہ کے لیے اصلاحِ خلائق کی طرف توجہ ہے تو یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ ایسے لوگ بھی ہمیشہ کے لئے آتے رہیں کہ جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی خاص توجہ سے بینائی بخشی ہو اور اپنی مرضیات کی راہ پر ثابت قدم کیا ہو۔ بلاشبہ یہ بات یقینی اور امور مسلّمہ میں سے ہے کہ یہ مہم عظیم اصلاح خلائق کی صرف کاغذوں کے گھوڑے دوڑانے سے روبراہ نہیں ہوسکتی۔ اس کے لئے اسی راہ پر قدم مارنا ضروری ہے جس پر قدیم سے خدا تعالیٰ کے پاک نبی مارتے رہے ہیں۔ اور اسلام نے اپنا قدم رکھتے ہی اس مؤثر طریق کو ایسی مضبوطی اور استحکام سے رواج دیا ہے کہ اُس کی نظیر دوسرے مذہبوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ کون اس جماعت کثیر کا دوسری جگہ وجود دکھلا سکتا ہے جو تعداد میں دس ہزار سے بھی زیادہ بڑھ گئی تھی اور کمال اعتقاد اور انکسار اور جانفشانی اور پوری محویت سے سچائی کے حاصل کرنے اور راستی کے سیکھنے کے لئے آستانہ نبوی پر دن رات پڑی رہتی تھی۔ بے شک حضرت موسیٰ کو بھی ایک جماعت ملی تھی مگر وہ کیسی اور کس قدر سرکش اور متمرّد اور روحانی صحبت اور صدق قدم سے دُور اور مہجور رہنے والی تھی اس بات کو بائبل کے پڑھنے والے اور یہودیوں کی تاریخ پر نظر ڈالنے والے خوب جانتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جماعت نے اپنے رسول مقبول کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی روحانی یگانگت پیدا کر لی تھی کہ اسلامی اخوت کی رُو سے سچ مچ عضو واحد کی طرح ہوگئی تھی اور اُن کے روزانہ برتاؤ اور زندگی اور ظاہر باطن میں انوارِ نبوت ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عکسی تصویریں تھے۔ سو یہ بھاری معجزہ اندرونی تبدیلی کا جس کے ذریعہ فحش بُت پرستی کرنے والے کامل خدا پرستی تک پہنچ گئے اور ہردم دنیا میں غرق رہنے والے محبوب حقیقی سے ایسا تعلق پکڑ گئے کہ اس کی راہ میں پانی کی طرح اپنے خونوں کو بہا دیا یہ دراصل ایک صادق اور کامل نبی کی صحبت میں مخلصانہ قدم سے عمر بسر کرنے کا نتیجہ تھا۔ سو اِسی بنا پر یہ عاجز اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لئے مامور کیا گیا ہے اور چاہتا ہے کہ صحبت میں رہنے والوں کا سلسلہ اور بھی زیادہ وسعت سے بڑھا دیا جائے اور ایسے لوگ دن رات صحبت میں رہیں کہ جو ایمان اور محبت اور یقین کے بڑھانے کے لیے شوق رکھتے ہوں اور اُن پر وہ انوار ظاہر ہوں کہ جو اس عاجز پر ظاہر کئے گئے ہیں اور وہ ذوق ان کو عطا ہو جو اس عاجز کو عطا کیا گیا ہے تا اسلام کی روشنی عام طور پر دنیا میں پھیل جائے اور حقارت اور ذلت کا سیہ داغ مسلمانوں کی پیشانی سے دھویا جائے۔ اِسی کی بشارت دے کر خداوند خدا نے مجھے بھیجا اور کہا کہ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم اُفتاد۔.................. یہ پانچ طور کا سلسلہ ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا۔ اگرچہ ایک سرسری نگاہ والا آدمی صرف تالیف کے سلسلہ کو ضروری سمجھے گا اور دوسری شاخوں کو غیر ضروری اور فضول خیال کرے گا مگر خدا تعالیٰ کی نظر میں یہ سب ضروری ہیں اور جس اصلاح کے لئے اُس نے ارادہ فرمایا ہے، وہ اصلاح بجز استعمال اِن پانچوں طریقوں کے ظہور پذیر نہیں ہوسکتی۔ اگرچہ یہ تمام کاروبار خدا تعالیٰ کی خاص امداد اور خاص فضل پر چھوڑا گیا ہے اور اس کے انجام پہنچانے کے لئے وہی کافی اور اسی کے مبشرانہ وعدے اطمینان بخش ہیں لیکن اسی کے حکم اور تحریک سے مسلمانوں کو امداد کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ کے تمام نبی جو گزر چکے ہیں مشکلات پیش آمدہ کے وقت پر توجہ دلاتے رہے ہیں"۔ (فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 10 تا 26)

یہ وہ زمانہ تھا، جبکہ جماعت میں ابھی چندوں کا نظام جاری وساری اور مستحکم نہیں ہوا تھا۔ اس زمانے میں ہر قسم کے اخراجات کے لئے منتظمین حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اپنے اپنے خرچ کے اندازے پیش کر کے دست طلب بڑھاتے تھے۔ اور خدا تعالیٰ مختلف ذرائع سے حضرت اقدس کو جو رقوم بھجوایا کرتا تھا، آپ ان رقوم سے حسب موقع خرچ کے لئے منتظمین کو رقم عطا فرما دیا کرتے تھے۔

جلسہ سالانہ کے موقع پر لنگر کے لئے جس طرح اخراجات ہوتے رہے، اس سلسلے میں حضرت منشی ظفر احمد

باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت شیخ محمد مبارک اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ

مبارز احمد ربّانی۔ (یوکے)

ذیل میں خاکسار اپنے پڑ نانا جان حضرت شیخ محمد مبارک اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی زندگی کے چند واقعات دعا کی غرض سے پیش کر رہا ہے جو کہ آپ کی خود تحریر کردہ ڈائری ''حیات مبارک'' سے لئے گئے ہیں۔ یہ ڈائری آپؓ نے 1945 میں تحریر کرنا شروع کی تھی۔

آپ حضرت صوفی مولا بخشؓ آف لاہور (جو 313 صحابہ حضرت مسیح موعودؑ میں سے تھے) کے بڑے فرزند تھے۔ آپ کی والدہ صاحبہ کا نام برکت بی بی تھا جو کہ صحابیہ تھیں۔ آپ کی پیدائش 17/اپریل 1891ء کو بمقام لدھیانہ ہوئی۔ آپ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صاحب کے چچازاد تھے۔

آپ نے ہندوؤں، عیسائیوں اور سکھوں کے ساتھ بے شمار مناظروں میں شرکت کی۔ آپ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے عربی، فارسی، انگلش، سنسکرت اور گورمکھی زبانوں پر عبور تھا۔ آپ تدریس کے شعبہ سے منسلک رہے۔

آپ کو حقّہ اور سگریٹ نوشی سے سخت نفرت تھی۔

آپ نے اپنے آباؤ اجداد کے بارہ میں جاننے کے لئے اپنے چچا زاد بھائی حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صاحب کو ایک خط تحریر کیا۔ جس پر انہوں نے جواباً ستمبر 1957ء میں لکھا:

''ہم عرب ہیں اور قبیلہ بنو اسد کے نام لیوا ہیں۔ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ امّ المومنین بھی اسی قبیلہ سے ہیں۔ ہمارے خاندان میں کوئی نہ کوئی بزرگ پیدا ہوتا رہا ہے۔ پچھلے اور قریب کے زمانہ میں ہمارا داداؒ جس کا نام بابا قلندر علی تھا اور لوگ قلندر بابا کہتے تھے۔ اس کی دعائیں قبول ہوتی تھیں اور جو زبان سے نکل جاتا پورا ہوتا۔''

آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی رفاقت میں سیر پر بھی جانے کے مواقع حاصل ہوئے۔ آپ تحریر کرتے ہیں ''یہ برکت کا زمانہ تھا۔ ہر روز صبح گھر سے چلتے۔ چند خدام ساتھ ہیں۔ راستہ میں مسئلہ مسائل اسلام کا ذکر ہوتا۔ مولویوں کی مخالفت کا چرچا تھا۔ بعض عقیدتمند باہر سے تشریف لاتے تو اس سیر میں حضرت صاحب سے ملتے تو اپنا ماجرا سناتے یا اگر کوئی مخالف مولوی یا سیاح آتا تو وہ اس وقت گفتگو کرتا۔ نئے نئے سوالات پیش ہوتے۔...... حضرتؑ کی گفتگو کا وہ لطف آتا تھا کہ اب اس عمر میں لکھتے وقت بھی محسوس ہو رہا ہے۔......''

آپ لکھتے ہیں: ''اس زمانہ میں قادیان میں برادرانہ اخوّت کا زور تھا۔ استاد طلباء سے محبت سے سلوک کرتے، چھوٹا بھائی سمجھتے تھے۔ احمدی ایک دوسرے کو بھائی کے لفظ سے پکارتے تھے۔...... نماز روزہ کی سخت پابندی تھی۔ جبر نہیں بلکہ شوق پیدا ہو گیا تھا۔''

''جماعت نہم، دہم شعور کا زمانہ تھا۔ والد صاحب گھر پر بدستور پڑھایا کرتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ احمدی ہونے کی وجہ سے بہت سی تکالیف آیا کرتی تھیں۔ گلی بازار میں سکول میں لوگوں کے مذاق کا نشانہ بنے رہتے تھے۔ سکول میں عربی اور دینیات پڑھانے والے مولوی محمد ذاکر صاحب بھگوی تھے۔ جو نہایت ہی خاموش زاہد صفت آدمی تھے۔ ایک دفعہ پڑھاتے پڑھاتے فرمانے لگے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رام چندر بھی نبی تھا، کرشن بھی نبی تھا بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے اگر وہ نبی ہوتے تو ان کے بعد بت پرستی کیوں شروع ہو جاتی۔ میں نے فوراً اٹھ کر جواب دیا کہ مولوی صاحب اس میں رام چندر اور کرشن کا کیا قصور ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کو عیسائی خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں اور بعض گرجوں میں ان کا بت ہے اس کی پرستش کرتے ہیں، کیا حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا تھا کہ میری پرستش کیا کرو۔ اسی طرح رام چندر اور کرشن کا کیا قصور تھا۔ مولانا نے شرمندہ ہوتے ہوئے اپنے استادانہ رعب سے کام لیا اور فرمایا ......بیٹھ جاؤ۔ یونہی باتیں نہ بنایا کرو۔...... یہ وہ زمانہ تھا کہ مجھے نماز پڑھنے اور قرآن کریم کی تلاوت کا بہت شوق تھا۔ رات کو تہجد بھی کبھی کبھی پڑھتا اور والد صاحب مرحوم کی سکھائی ہوئی دعائیں مانگا کرتا۔''

''جماعت دہم میں 1904ء میں پڑھا کرتا تھا۔ ان دنوں یونیورسٹی کا دستور تھا کہ اگر کوئی لڑکا انگریزی کے پرچہ B میں فیل ہو جاتا تو وہ سارے امتحان میں فیل ہو جاتا تھا۔ میں حساب میں تو پاس ہو گیا مگر انگریزی میں فیل ہو گیا۔ نتیجہ میں نے قادیان میں سُنا۔ بہت صدمہ ہوا۔ کمرہ بند کر کے سجدے میں گِر پڑا اور خوب رویا۔ دعا مانگنے سے دل کو تسکین سی ہو گئی۔ ایک چٹھی حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں بھی لکھی کہ میں فیل ہو گیا ہوں۔ میرے لئے تسلی کی دعا فرمائیں اور آئندہ کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ یہ چٹھی حضرت امّاں جان کی موجودگی میں ہی پیش ہوئی۔ آپ نے امّاں جان صاحبہ سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ شیخ مولا بخش لاہور والوں کا لڑکا ہے۔ آپ نے میرے رقعہ پر تحریر فرمایا کہ دعا کی گئی آئندہ بھی کبھی کبھی یاد کراتے رہا کریں۔''

خلیفہ اوّلؓ والد صاحب سے بہت محبت کیا کرتے تھے۔ اور اس سلسلہ میں مجھ پر بہت مہربان تھے۔ جب کبھی فرصت ملتی میں قادیان میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ درس کے نوٹ لیتا۔ 1908ء میں امتحان دیا۔ اب کے میں نے خلیفہ اوّلؓ کی خدمت میں اس مضمون کے خطوط لکھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مجھ سے وعدہ تھا کہ میں دعا کروں گا۔ اب چونکہ وہ موجود نہیں آپ ان کے جانشین ہیں یہ ذمّہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے۔ الغرض آپ میرے لئے دعا کرتے رہے۔ نتیجہ نکلنے کے دن آ گئے اور نتیجہ نکل بھی گیا۔ میں قادیان میں تھا مجھے کسی نے اطلاع نہ دی۔ جب میں خلیفہ اوّل کے سامنے جاتا تو آپ دریافت فرماتے۔ کیوں بھئی تمام جہان کا نتیجہ نکلا تمہارا کچھ پتہ نہ چلا۔ آخر دو دن کے بعد مجھے اطلاع ملی تو میں نے آپ کو مطلع کیا۔ فرمانے لگے الحمدللہ۔ مجھے تو تمہاری ذمّہ داری کا فکر تھا۔ میں نے بہت دعائیں کیں کہ الٰہی یہ کسی ابتلاء میں نہ آ جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ تم کامیاب ہو گئے۔

آپ لکھتے ہیں: میں نے 1911ء میں ایف۔اے کا امتحان پاس کیا اور جلد ہی اسی سال بی۔اے میں داخل ہو گیا۔ ایف۔اے کے زمانہ میں مسٹر عبدالعزیز خاں بی۔اے کالج کے پرنسپل ہوا کرتے تھے۔ آدمی بہت شریف تھے۔ نظم وضبط کالج میں رکھنا چاہتے تھے ذرا سخت گیر تھے۔ ان کی سختی اکثر طلباء محسوس کرتے تھے۔ ایک اور صاحب تھے ان کا نام میں بھول گیا ہوں۔ انہوں نے طلباء میں مسٹر عبدالعزیز خاں صاحب کے خلاف پراپیگنڈا کرنا شروع کیا۔ اس پراپیگنڈا کا یہ نتیجہ نکلا کہ لڑکوں نے سٹرائیک کر دی۔ ان دنوں کالج کی کوئی بلڈنگ نہ تھی۔ ہوسٹل کا نصف حصّہ کالج اور نصف ہوسٹل کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ خیر سٹرائیک ہوا تو شہر میں بہت شور غوغا ہوا۔ کالج میں کچھ احمدی طلباء بھی تھے۔ انہوں نے مجھ سے مشورہ کیا۔ مَیں نے حضرت خلیفہ اوّلؓ کی خدمت میں لکھا تو جواب آیا کہ احمدی طلباء کو افسران بالا کے خلاف سٹرائیک نہیں کرنی چاہئے۔ پس اس حکم پر ہم اس سے باز رہے۔ سید عبدالقادر صاحب کو یہ خیال آیا کہ احمدی طلباء کو بھی ساتھ ملانا چاہئے۔ میں عموماً موچی دروازہ کے راستہ سے ہو کر نہر کے کنارے کالج جایا کرتا تھا۔ انہوں نے میرا رستہ روک لیا اور مجھے بہت سمجھایا کہ کالج کی بہتری اس میں ہے کہ سٹرائیک مکمل ہو۔ میں نے بالکل انکار کر دیا کہ ہمیں اپنے امام جماعت کی طرف سے حکم ہے کہ احمدی طلباء ایسے کام میں شامل نہ ہوں۔ الغرض میں نے سٹرائیک میں نہ خود حصّہ لیا، نہ کسی اور احمدی کو حصہ لینے دیا۔ اس بات کی اطلاع میں نے پرنسپل صاحب کو بھی دی۔ یہ سب سرکردہ اصحاب ہم سے بہت خوش تھے۔

کالج لائف میں مجھے کچھ امتیاز حاصل تھا وہ یہ کہ سکول لائف میں بھی اکثر جلسوں پر قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتا تھا۔ مولانا حالی مرحوم کی نظمیں پڑھ کر سنایا کرتا تھا۔ اور کالج میں بھی آتے ہر اتوار وعظ سے پہلے قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتا تھا۔ حالانکہ وعظ کرنے والے ہمارے کالج کے ہی علماء ہوا کرتے تھے یعنی مولوی عمر صاحب پروفیسر فارسی، مولوی احمد علی صاحب پروفیسر عربی اور احمدیوں سے سخت تعصب والے اصغر علی صاحب۔ یہ میرے قرآن شریف کی تلاوت کرنے پر کبھی اعتراض نہیں کیا کرتے تھے۔ قرآن شریف کی تلاوت کی وجہ سے لوگوں نے میرا نام مولوی ڈالا ہوا تھا۔ اکثر مجھے مولوی کہہ کر پکارتے تھے۔ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ احمدی ہونے کی وجہ سے مسئلے مسائل کا اکثر شغل رہتا تھا اور کالج کے طلباء حضرت مرزا صاحب کے متعلق اکثر بات چیت کرتے رہتے تھے۔

آپ (حضرت شیخ محمد مبارک اسماعیلؓ صاحب) کی تعلیم B.A.B.T تھی اور آپ تدریس کے شعبے سے منسلک تھے۔ اس سلسلہ میں آپ کو مختلف شہروں کے سکولوں میں کام کرنے کے مواقع حاصل ہوئے۔ اس سلسلہ میں آپ کی خدمات قابل قدر رہیں۔ آپ نے اوکاڑہ، ڈیرہ غازی خاں، مظفر گڑھ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، موروتی پور قصبہ، گوجرہ اور سمندری کے سکولوں میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ آپ کے ساتھی اساتذہ اور افسرانِ بالا نے آپ کی شفقت اور قابلِ قدر خدمات کو نہایت شاندار الفاظ میں یاد کیا۔

آپ کی پہلی شادی آپ کے چچا زاد بھائی حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صاحب کی بیٹی محمودہ بیگم سے ہوئی جو کہ جلد ہی فوت ہو گئیں۔ دوسری شادی زینب صاحبہ سے ہوئی جو کہ حضرت میاں چراغ دینؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان سے تھیں۔ دونوں سے ایک ایک بچہ ہوا جو بچپن میں ہی فوت ہو گیا۔ زینب صاحبہ کی وفات کے بعد آپ کی تیسری شادی خان بہادر غلام محمد خاںؓ پولیٹکل ایجنٹ گلگت کی بڑی بیٹی رسول بی بی صاحبہ سے ہوئی۔ ان میں سے حیات رہنے والے بچوں میں 4 بیٹیاں اور دو بیٹے تھے۔

آپ کو اپنی چھوٹی بہن مبارکہ صاحبہ سے بہت پیار تھا۔ مبارکہ اپنی والدہ کی وفات کا صدمہ برداشت نہ کر سکیں اور کچھ عرصہ کے بعد بیمار پڑ گئیں اور اسی بیماری میں آپ کی وفات ہو گئی جس کا آپ کو بہت دکھ تھا۔ اور اسی وجہ سے آپ نے اپنے نام کے ساتھ مبارک لفظ کا اضافہ کیا۔

آپ کی آخری عمر بیماری میں گزری اور اسی بیماری میں آپ کی وفات 27 فروری 1966ء کو ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کے درجات بلند کرتا جائے اور آپ کی نسلوں کو آپ کی نیکیوں پر قائم کرنے والا بنائے۔ (آمین ثم آمین)

☆......☆......☆

بقیہ رپورٹ: جلسہ سالانہ فرنچ گیانا

......از صفحہ نمبر 16

فارغ التحصیل نوجوان مبلغ عزیزم مکرم لقمان احمد باجوہ صاحب کو پہلا مبلغ مقرر کر کے یہاں بھجوایا ہے۔ الحمدللہ۔ خدا تعالیٰ کا کس قدر فضل ہے کہ ہمارے جلسہ سالانہ پر آسمان سے نازل ہونے والی انتشارِ رحمت نے گوادلوپ کے دروازے بھی کھٹکھٹائے۔ کسی کو کوئی علم ہی نہ تھا کہ مسلمانوں میں کوئی جماعت احمدیہ بھی ہے۔ 3/اپریل 2016ء کو ہمارا جلسہ ختم ہوا۔ 4/اپریل کو یہاں کے واحد اخبار نے جلسہ کے متعلق بڑی خبر جو چار کالم پر مشتمل تھی شائع کر دی۔ پھر خدا کا کرنا یوں ہوا کہ یہاں کے اخبار کی یہ خبر بعینہٖ گوادلوپ کے اخبار France Antilles نے بھی شائع کر دی۔ پھر اللہ نے مزید یہ فضل فرمایا کہ ہمارے مبلغ سلسلہ مکرم مولانا داؤد احمد حنیف صاحب کا یہاں سے واپسی پر گوادلوپ کے مذکورہ اخبار نے مکرم مولانا صاحب کا انٹرویو لیا جس کے ذریعہ عوام کو اسلام احمدیت کے پیغام سے روشناس کروایا۔ اخبار نے مکرم مولانا داؤد حنیف صاحب اور مکرم امام لقمان احمد باجوہ صاحب کی اکٹھی تصویر شائع کی۔ اس تصویر کے عقب میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی تصاویر بھی واضح دکھائی دیتی ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

بعض متفرق امور اور اختتام

1۔ جلسہ کی حاضری قریباً ایک صد افراد پر مشتمل تھی جس میں گورنمنٹ آفیسر، ڈاکٹر، پروفیسر، صحافی، جج اور تاجر لوگ شامل تھے۔

2۔ دوسرے اجلاس کے آغاز سے پہلے حکومت کے TV نے خاکسار، صدر جماعت، مکرم محمد بشارت صاحب مبلغ سلسلہ اور جماعت کے سیکرٹری جنرل مکرم ایوب صاحب کا انٹرویو لیا۔ خاکسار نے صحافی کے سوال کے جواب میں بتایا کہ ہمارے جلسہ کا مقصد ممبران جماعت کی تعلیم و تربیت اور اشاعت اسلام ہے۔ ہمارے انٹرویو کے Clips بھی TV پر جلسہ کی خبر کے دوران دکھائے گئے۔

3۔ جماعتی روایات کی اتباع میں ایام جلسہ میں یکم اپریل تا 03/اپریل 2016ء مرکز میں نماز تہجد با جماعت ادا کی گئی اور قرآن و حدیث کا درس بھی دیا گیا۔ چونکہ جماعت ابتدائی دَور میں ہے اس لئے نوجوانوں کو جلسہ کی روایات سے آگاہ کیا گیا۔ ربوہ اور قادیان اور لندن کے جلسہ سالانہ سے متعلق ایمان افروز واقعات سنائے گئے۔ شام سے آئے ہمارے مسلمان بھائی اور بہنیں بھی جلسہ کی برکتوں سے فیضیاب ہوئے۔ اس روح پرور ماحول میں ہم محسوس کر رہے تھے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متضرعانہ دعائیں اس دُور دراز ملک میں ہمارے شامل حال ہو گئی ہیں۔

4۔ یہاں ایک اہم شخصیت کا ذکر ضروری ہے۔ فرنچ گیانا کی آرمی (Army) کے ہیڈ General Pierre Jean Dupont نے ہمارے جلسہ میں شرکت کی اور پورے اجلاس کی کارروائی سنی۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ۔ یہ سب جلسہ کی برکتیں ہیں۔

آخر میں دعا کی درخواست ہے کہ قادر مطلق خارق عادت طور پر جماعت احمدیہ فرنچ گیانا کو ترقی عطا فرمائے اور اس کے نفوس و اموال میں برکت دے۔

☆......☆......☆

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ایک پُر حکمت دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذیٰ وَ عَافَانِی

ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔ (آسٹریلیا)

اللہ تعالیٰ نے انسان کی جسمانی بقا اور نشوونما کی خاطر مختلف الانواع غذاؤں اور مشروبات کا انتظام فرمایا اور ساتھ ہی ایسا نظام عطا کیا جس کے ذریعہ سے غیر ضروری فالتو اور زہریلے مادے جسم سے خارج ہو جاتے ہیں۔ انسان کو اس نعمت کی قدر اور اس پر خدا تعالیٰ کا شکر بجالانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے کھانا شروع کرنے سے پہلے:

بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلیٰ بَرَکَۃِ اللّٰہ

کی دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی اور اسی طرح بیت الخلاء میں حوائج ضروریہ سے فراغت پانے پر

اَلْحمدُ لِلّٰہ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذیٰ وَ عَافَانِی

(ترجمہ: شکر ہے اس اللہ کا جس نے مجھ سے ضرر دُور کر دیا اور مجھ کو عافیت دی) کی دعا بھی سکھلائی۔ ہر کس و ناکس اس نظام کی اہمیت سے واقف ہے لیکن عموماً اس کی اصل قدرومنزلت کا پتہ شعوری اور حقیقی طور پر اس وقت لگتا ہے جب کسی وجہ سے ان مضر صحت مادوں کے اخراج کا نظام کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔

چنانچہ قصہ مشہور ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے طبیب سے پوچھا بتاؤ میری بادشاہت کا مقام تمہارے نزدیک کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ میرے نزدیک تو آپ کی بادشاہت کی قیمت ایک پیالہ بھر پیشاب جتنی بھی نہیں۔ بادشاہ نے برافروختہ ہو کر کہا کہ اگر تم یہ بات ثابت نہ کر سکے تو اس گستاخی کی سزا موت ہوگی۔ اس پر حکیم نے بادشاہ کو ایک ایسی دوا دی جس سے اس کا پیشاب بند ہو گیا اور پھر چند ہی گھنٹوں بعد اس نے تڑپ تڑپ کر حکیم کی منتیں کرنا شروع کر دیں کہ تمہارا کہنا درست! میری ساری بادشاہت تم لے لو لیکن خدارا میرا پیشاب دوبارہ جاری کر دو!۔

اس بادشاہ کا پیشاب تو ایک تریاق کے استعمال سے اس طبیب نے دوبارہ جاری کروا دیا لیکن آج کی جدید ترقی یافتہ دنیا میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مریض ایسے ہیں جو ایسی بیماریوں میں مبتلا ہیں کہ ان کا پیشاب یا پاخانہ مستقلاً بند ہے اور اس کا کوئی تریاق موجود نہیں۔

دنیا میں بعض بچے ایسے بھی پیدا ہوتے ہیں جن کا پیدائشی طور پر مقعد یا مثانہ ہی موجود نہیں ہوتا۔ اسی طرح بعض بچے ایسے پیدا ہوتے ہیں جن کی بڑی آنت میں وہ اعصابی تار ہی موجود نہیں ہوتے جو آنت میں حرکت پیدا کر کے فضلہ خارج کرتے ہیں۔ ایسے افراد ساری زندگی ایک ایسی تھیلی استعمال کرتے ہیں جو اُن کے پیٹ اور آنت میں سوراخ کر کے لٹکا دی جاتی ہے اور ان کا فضلہ اس تھیلی میں خارج ہوتا رہتا ہے۔ اسی طرح جن لوگوں کے گردے کام کرنا چھوڑ دیں انہیں مضر صحت زہریلے مادوں سے اپنا جسم پاک کروانے کے لئے مشین Dialysis پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔

ایک رپورٹ کے مطابق امریکہ میں 506,256 افراد ایسے ہیں جن کے گردے جزوی یا کُلّی طور پر پیشاب نہیں بنا رہے جبکہ یورپ میں 260,000 افراد Dialysis پر زندہ ہیں۔

اسی طرح سے مقعد اور بڑی آنت کا کینسر ایسی موذی امراض ہیں جن کا بروقت علاج نہ کیا جائے تو پاخانہ کا اخراج متاثر ہو جاتا ہے۔

ایک رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں صرف سال 2012ء میں 1.4 million افراد میں بڑی آنت اور مقعد کا سرطان (Colorectal cancer) تشخیص کیا گیا تھا۔ ورلڈ کینسر ریسرچ ادارہ WCRF International کی تحقیق کے مطابق 2035ء تک ایسے مریضوں کی تعداد 2.4 million سالانہ تک جا پہنچے گی۔

کینسر کے علاوہ بعض دفعہ کسی اَور وجہ سے آنتوں میں ایسا خلل پڑ جاتا ہے کہ نظام اخراج بند ہو کر پیٹ پھولنے لگ جاتا ہے اور اگر بروقت آپریشن نہ کیا جائے تو چند گھنٹوں کے اندر اندر خوفناک جراثیم آنتوں سے نکل کر خون کو اتنا عفونت زدہ کر دیتے ہیں کہ موت واقع ہو جاتی ہے سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے معجزانہ طور پر رکاوٹ دور ہو کر نظام بحال ہو جائے۔ چنانچہ حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 26 جولائی 1968ء میں اپنا ایک واقعہ سناتے ہوئے فرمایا:

”پانچ چھ سال ہوئے مجھ پر بڑی شدید قولنج کی بیماری کا حملہ ہوا تھا اس طرح کہ انتڑی بند ہو گئی تھی۔ غالباً اس میں کوئی بل پڑ گیا تھا یا پتہ نہیں اور کیا بات ہوئی تھی۔ اس میں سے نہ ہوا گزرتی تھی نہ فضلہ اور جسم میں زہر جمع ہونے شروع ہو گئے اور پیٹ پھولنا شروع ہوا۔ آخر ہمارے ڈاکٹر مسعود صاحب یہاں آئے اور انہوں نے کہا لاہور جا کر فوراً اپریشن کروانا چاہئے۔ چنانچہ لاہور کی تیاری ہو گئی لیکن لاہور کے راستہ میں ہی انتڑی کا راستہ کھل گیا (اللہ تعالیٰ اس طرح بھی فضل کرتا ہے) اور جب ہم وہاں پہنچے تو آپریشن کی ضرورت نہیں پڑی۔“

(خطبات ناصر جلد دوم صفحہ 231)

مندرجہ بالا حقائق و واقعات کی روشنی میں دیکھیں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کی حکمت کھل کر سامنے آجاتی ہے جو آپ نے آج سے چودہ سو سال قبل دنیا کو سکھلائی۔ پس ہمیں جیتے جی ہر حال میں ان نعمتوں کے بارے میں بھی سوچ کر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے جن کے بارے میں عموماً شعوری طور پر احساس نہیں ہوتا اور کوئی تصور بھی نہیں کرتا کہ ہماری زندگی ان کے بغیر بھی ہو سکتی تھی۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

”انسان کا قاعدہ ہے کہ جب تک اس کے پاس کوئی نعمت ہوتی ہے اسے اس کی قدر نہیں ہوتی، جب چِھن جائے تو اس کی قدر محسوس ہوتی ہے“۔

آپ نے ایک مثال دیتے ہوئے فرمایا:

”بہت سے آنکھوں والے آدمیوں کے کبھی ساری عمر ذہن میں نہیں آتا کہ آنکھیں بھی کوئی بڑی نعمت ہیں۔ لیکن جب کسی کی آنکھیں جاتی رہتی ہیں تب اسے معلوم ہوتا ہے کہ آنکھیں اللہ تعالیٰ کی کیسی نعمت ہیں۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 2/اگست 2013ء صفحہ 1)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کی آزمائشوں اور تکالیف سے محفوظ و مامون رکھے اور عبد شکور بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆......☆......☆

اعلان برائے داخلہ
جامعہ احمدیہ یوکے برائے سال 2016ء

جامعہ احمدیہ یوکے کی درجہ ممہدہ کیلئے داخلہ ٹیسٹ (تحریری امتحان وانٹرویو) 27 اور 28 جولائی 2016ء کو انشاء اللہ تعالیٰ جامعہ احمدیہ یوکے میں ہوگا۔ داخلہ ٹیسٹ میں شمولیت کے قواعد حسب ذیل ہیں:

(1) تعلیمی معیار: درخواست دہندہ کے کم از کم چھ مضامین میں جی سی ایس ای (GCSE) کم از کم تین مضامین میں اے لیولز (A-Levels) یا اس کے مساوی تعلیم میں C گریڈ سے کم گریڈ یا 60 فی صد سے کم نمبر نہ ہوں۔

(2) عمر: جی سی ایس ای (GCSE) پاس کرنے والے طالب علم کی زیادہ سے زیادہ عمر 17 سال اور اے لیولز (A-Levels) پاس کرنے والے طالب علم کی عمر زیادہ سے زیادہ 19 سال ہونی چاہئے۔

(3) میڈیکل رپورٹ: درخواست دہندہ کی صحت کے متعلق ڈاکٹر (GP) کی طرف سے تفصیلی میڈیکل رپورٹ انگریزی زبان میں درخواست کے ساتھ منسلک ہونی چاہئے۔

(4) تحریری ٹیسٹ وانٹرویو: درخواست دہندہ کا ایک تحریری ٹیسٹ اور ایک انٹرویو ہوگا۔ جس میں سے ہر دو میں پاس ہونا لازمی ہے۔ انٹرویو کے لئے صرف اسی کینڈیڈیٹ (Candidate) کو بلایا جائے گا جو تحریری ٹیسٹ میں کامیاب قرار پائے گا۔ تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو کے لئے قرآن کریم ناظرہ، وقفِ نَو سلیبس اور انگریزی و اردو زبان لکھنا، پڑھنا اور بولنا بنیادی نصاب ہوگا۔ تاہم ترجمہ قرآن کریم اور کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بھی کینڈیڈیٹ (Candidate) کا اس طور پر جائزہ لیا جائے گا کہ اس میں ان کے پڑھنے کا رجحان موجود ہے کہ نہیں۔

(5) درخواست دینے کا طریق: درخواست متعلقہ درخواست فارم پر درج ذیل دستاویزات کے ساتھ ہی قابل قبول ہوگی:

(1) درخواست فارم مع تصدیق نیشنل امیر صاحب۔

(2) درخواست دہندہ کی صحت کی بابت تفصیلی میڈیکل رپورٹ (بزبان انگریزی)۔

(3) جی سی ایس ای/اے لیولز کے سرٹیفکیٹ کی مصدّقہ نقل۔ نتیجہ کے انتظار کی صورت میں سکول یا ٹیوٹر کی طرف سے متوقع گریڈز (Projected Grades) پر مشتمل خط۔

(4) پاسپورٹ کی مصدّقہ نقل۔

(5) درخواست دہندہ کی دو عدد پاسپورٹ سائز فوٹو۔

متفرق ہدایات:

(1) درخواست میں کینڈیڈیٹ (Candidate) کے نام کے سپیلنگ وہی لکھے جائیں جو پاسپورٹ میں درج ہیں۔

(2) مصدّقہ درخواست جامعہ احمدیہ یوکے میں 30 جون 2016ء تک پہنچنی لازمی ہے، اس کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں پر کارروائی نہیں کی جائے گی۔

(3) جامعہ احمدیہ یوکے کا ایڈریس درج ذیل ہے:

Jamia Ahmadiyya UK, Branksome Place, Hindhead Road,
Haslemere, GU27 3PN.
Tel:+44(0)1428647170, +44(0)1428647173
Mobile: +44(0)7988461368, Fax: +44(0)1428647188

(4) رابطہ کے لئے جامعہ احمدیہ کے اوقات سوموار تا ہفتہ صبح آٹھ بجے سے دوپہر دو بجے تک ہیں۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ، یوکے)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ رپورٹ: جلسہ سالانہ فرنچ گیانا از صفحہ نمبر 20

کے باعث ورطۂ حیرت میں بھی ڈال دیا۔ پھر جلد ہی میں نے دیکھا کہ مضامین میں بھی گہرائی پائی جاتی ہے۔ میں مسلمان ہوں، میں سچے دل سے کہتا ہوں کہ جو علوم میں نے ان کتب سے سیکھے ہیں وہ مَیں نہیں جانتا تھا۔ اور سب سے اہم بات یہ کہ ان کتب میں حضرت مسیح موعود و مہدی معہودؑ نے قرآن اور سنت کو مضبوطی سے پکڑنے کی ہمیں نصیحت کی ہے اور فرمایا ہے کہ ایسی حدیث جو قرآن اور سنت کے خلاف ہے اس کو قبول نہ کرو۔ اور میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ احمدیہ جماعت کی تعلیمات کی سچائی میں کوئی شک نہیں ہے اور جماعت کے بانی حضرت مرزا غلام احمد سچے ہیں اور اس کے ساتھ ہی مَیں اپنے بھائیوں اور بہنوں کو کہتا ہوں کہ وہ احمدیت کے متعلق مطالعہ کریں تا کہ آپ سچائی اور باطل کے درمیان فیصلہ کرسکیں اور جماعت احمدیہ کے متعلق جھوٹ اور افتراء کی طرف کان نہ دھریں۔ احمدی لوگ دوسروں سے ممتاز ہیں کیونکہ یہ اپنے خلیفۂ حضرت مرزا مسرور احمد کی اطاعت اور فرمانبرداری میں منظّم و متحد ہیں......۔

آج کے اجلاس کی آخری تقریر مکرم مولانا داؤد احمد حنیف صاحب نائب امیر جماعت امریکہ و نگران CRAIBS جزائر کی تھی۔ آپ کا موضوع ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین کی حیثیت سے‘‘ تھا۔ (یہاں ضمناً یہ ذکر ضروری ہے کہ جماعت نے آنمحترم کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے جماعت فرنچ گیانا کے جلسہ میں شرکت کے لئے درخواست کی تھی۔) چونکہ حاضرین کچھ عرب احباب بھی تھے اس لئے موصوف نے اپنی تقریر عربی اور انگریزی زبان میں کی۔ مبلغ سلسلہ مکرم محمد بشارت صاحب نے ساتھ ساتھ فرانسیسی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ مکرم مولانا صاحب نے نہایت مؤثر رنگ میں اس اہم موضوع پر روشنی ڈالی۔ آنمکرم نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کُل عالم کے لئے بطور رحمت بھجوایا۔ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ پر نظر دوڑاتے ہیں تو واضح طور پر نظر آتا ہے کہ آپ کی زندگی تمام مخلوق کے لئے مجسم رحمت تھی۔ آپ نے معاشرہ کے ہر طبقہ کے حقوق متعین فرمائے اور پھر اپنے عمل کے ذریعہ معاشرہ کے ہر طبقہ کے حقوق ادا کر کے ایک جنت نظیر ماحول پیدا فرمایا۔ آپ تمام مذاہب کے ماننے والوں کے لئے رحمت تھے۔ آپ نے مسلمانوں پر لازم قرار دیا کہ وہ تمام انبیاء پر ایمان لائیں کہ سب اللہ تعالیٰ کے راستباز بندے تھے۔ ان پر ایمان لانے سے ان کی تکریم کرنا اصول ایمان میں سے قرار دیا۔ آپ نے کالے اور گورے میں فرق مٹا دیا۔ آپ نے غلاموں کے حقوق قائم فرمائے۔ آپ نے عورتوں کے حقوق قائم فرمائے۔ جب خدا نے آپ کو طاقت عطا فرمائی، آپ سارے عرب کے حاکم بن گئے تو آپ نے اپنے جانی دشمنوں کو بھی معاف فرما دیا۔ حضورؐ کے اس مثالی عفو نے دشمنوں کے دل جیت لئے اور آخر کار وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ غرضیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فی الحقیقت تمام عالمین کے لئے رحمت تھے۔ اس رحمت سے فرشتوں نے بھی حصہ پایا، انبیاء کرام بھی اس رحمت سے فیضیاب ہوئے، بادشاہوں اور حکمرانوں نے بھی آپ سے برکتیں حاصل کیں۔

دوسرے اور آخری اجلاس کا انعقاد

پروگرام کے مطابق جماعت نے دوسرے اجلاس کا اہتمام ایک مشہور ہوٹل Les Monjoeux Vagues میں کیا تھا۔ 2 اور 3 اپریل 2016ء کی درمیانی رات کے دوران احمدی نوجوانوں نے محنت اور اخلاص کے ساتھ کام کر کے ہال کو بینرز اور چارٹس کے ساتھ سجایا اور اسٹیج کے عقب میں جلسہ سالانہ کا بڑا اور نہایت دیدہ زیب بینر آویزاں کیا اور کرسیاں سَیٹ کر دیں۔

ہدایات کے مطابق جن احباب کے پاس اپنی ذاتی ٹرانسپورٹ نہ تھی وہ احمدیہ مرکز میں آنا شروع ہو گئے اور یہاں سے احمدی احباب اپنی کاروں کے ذریعہ مہمانوں کو جلسہ گاہ یعنی ہوٹل میں پہنچانے لگے۔ الحمدللہ احمدی دوستوں کے مثالی تعاون سے جماعت کو اس کام کے لئے کوئی گاڑی کرایہ پر نہ لینی پڑی۔

جلسہ سالانہ کے اس اجلاس کا آغاز 10:45 پر شروع ہوا اور اس کی صدارت نیشنل صدر جماعت Mr. Ismael Didier Bruant نے کی اور مکرم عزیزم ابو بکر ثانی صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ تلاوت کے بعد صدر اجلاس نے حاضرین سے استقبالیہ کلمات کہے اور جماعت احمدیہ کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ جماعت احمدیہ کا سنگ بنیاد حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام مسیح موعود و مہدیؑ نے 23 مارچ 1889ء کو ہندوستان میں رکھا۔ پہلے روز 40 افراد جماعت میں بذریعہ بیعت داخل ہوئے۔ بانیٔ جماعت نے اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر اس جماعت کو کھڑا کیا۔ جماعت کے قیام کے ساتھ ہی تمام مذاہب کے ماننے والوں نے آپ کی سخت مخالفت شروع کر دی مگر آپ مخالفت کے تمام طوفانوں کے سامنے ایک پہاڑ بن کر کھڑے رہے۔ آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص قدرت کے نتیجہ میں خلافت احمدیہ کو قائم فرمایا۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے عالمگیر جماعت احمدیہ اتحاد میں، تنظیم میں، قربانیوں میں اور دنیا میں اسلام کی اشاعت میں اور دنیا میں باہمی محبت و پیار پھیلانے میں ایک نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس وقت یہ جماعت دنیا کے 209 ممالک میں دن رات اسلام کی تبلیغ میں مصروف ہے۔ افریقہ میں بالخصوص جماعت نے سینکڑوں مدارس، کالجز اور ہسپتال قائم کئے ہیں جو رات دن بلا تمیز مذہب و ملّت تمام بنی نوع انسان کی خدمت کر رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا ماٹو ’’محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں‘‘ ہے۔ اشاعت دین اور خدمت انسانیت جماعت کا طرۂ امتیاز ہے۔

مکرم نیشنل صدر صاحب کی تقریر کے بعد مبلغ سلسلہ مکرم محمد بشارت صاحب نے ’’اسلام امن کا مذہب‘‘ کے موضوع پر روشنی ڈالی۔ آپ نے قرآن مجید، احادیث اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء کرام اور صحابہ کرام کے عملی نمونہ سے ثابت کیا کہ اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے۔ اس پیارے دین میں کسی قسم کے جبر کی گنجائش نہیں ہے۔ قرآن کا یہ واضح اعلان ہے کہ جو کسی معصوم کو قتل کرتا ہے وہ گویا ساری قوم کو قتل کرتا ہے۔ قرآن نے ’’لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن‘‘ کہہ کر ہر فرد کو حق دیا ہے کہ مذہب کے بارہ میں ہر شخص آزاد ہے۔ کسی کو حق نہیں ہے کہ وہ کسی پر جبراً اپنا مذہب تھوپنے کی کوشش کرے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ آپ کے خلفاء نے اور نہ ہی آپ کے صحابہ نے اسلام کی اشاعت کے لئے کبھی تلوار اٹھائی۔ آپ نے قرآن کریم کی پُر امن تعلیم کے ذریعہ اور اپنے انتہائی اعلیٰ درجہ کے مثالی عملی نمونہ کے ساتھ لوگوں کے دل دینِ اسلام کے لئے جیت لئے۔ یہ سراسر جھوٹ اور افتراء ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کہ آپ نے نعوذ باللہ تلوار اور جبر کے ذریعہ اسلام کو پھیلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں جو جنگیں کیں وہ سب دفاعی تھیں۔ جب آپ کے سفّاک اور خطرناک معاندین نے مدینہ تک تعاقب کیا اور اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہا تب خالق کائنات نے آپ کو دفاعی جنگ کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ 13 سال تک آپ اپنے وطن مکّہ میں مخالفین کے ظلم و تشدد کو برداشت کرتے رہے۔ آخر مجبور ہو کر اپنا عزیز وطن چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت اختیار کر لی۔ اسلام نے جب مسلمانوں کو دفاعی جنگ کی اجازت دی تو جنگ کے بارہ میں ایسے اصول وضع فرمائے جن کو پڑھ کر قاری کو اندازہ ہوتا ہے کہ کسی معصوم پر ہرگز ظلم نہ ہو۔ اسلامی تعلیم کے مطابق جنگ کے دوران بچوں کو، عورتوں کو اور بوڑھوں کو، مہاجرین کو، مذہب کی خدمت کرنے والوں کو ہرگز قتل نہ کیا جائے۔ درختوں کو کاٹا نہ جائے، جانوروں کو نہ مارا جائے، مقتولوں کو جلایا نہ جائے وغیرہ۔ غرضیکہ اسلام نے جنگ کے دوران بھی رحم و کرم کو اپنانے کا حکم دیا۔ ہمارا خدا نہایت مہربان ہے۔ اسلام ساری دنیا کے لئے رحمت اور شفقت کا پیغام ہے۔ سفّاک دہشتگردوں کا اسلام کی تعلیم سے کوئی تعلق نہیں۔

مکرم محمد بشارت صاحب کی تقریر کے بعد ہمارے معزز مہمانوں میں سے ایک دوست Mr. Jacque Berthol نے حاضرین سے خطاب کیا۔ (ہمارے یہ موصوف مہمان جلسہ سالانہ یوکے 2015ء میں بھی شامل ہوئے تھے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی تھی۔) موصوف نے اپنی تقریر میں کہا کہ میں احمدیہ جماعت کو تھوڑے عرصہ سے جانتا ہوں۔ گزشتہ سال مجھے جماعت کے بین الاقوامی جلسہ سالانہ انگلستان میں جانے کا موقع ملا۔ جلسہ دیکھ کر مجھے جماعت کے شاندار نظام، ان کی باہمی محبت، خلیفہ کی اطاعت اور نوجوانوں کا کثرت کے ساتھ دین سے وابستہ ہونا میرے لئے متأثر کن تھا۔ لندن میں مجھے متعدد ممالک کے نمائندگان سے ملاقات کا موقع ملا اور 40 ہزار افراد کے اجتماع سے خطاب کرنے کا بھی موقع ملا۔ جماعت احمدیہ کے امام حضرت مرزا مسرور احمد سے بھی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے جس عزت و تکریم اور اپنائیت سے میرا استقبال کیا اور بے حد مصروفیت میں میرے لئے وقت نکالا مَیں اسے بھی بھول نہیں سکتا۔ دوسرے مسلمان فرقوں کی نسبت جماعت احمدیہ بے حد منظّم ہے۔ یہ ساری دنیا میں محبت و پیار اور نرمی اور اخلاق کے ساتھ اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ فرنچ گیانا میں جماعت احمدیہ کافی معروف ہو گئی ہے۔ حکومتی زعماء سے بھی جماعت کے رابطے بہت اچھے ہیں۔ گزشتہ سال اور اس سال بھی جب فرانس میں اور بیلجیم میں دہشتگردی کے واقعات ہوئے احمدیہ جماعت نے ان کی سخت مذمت کی اور بالخصوص حضرت مرزا مسرور احمد نے بھی سخت الفاظ میں دہشتگردی کی مذمت کی۔ جماعت احمدیہ کا پیغام محبت کا پیغام ہے۔ پاکستان میں جماعت احمدیہ پر بہت ظلم ہو رہا ہے۔ ان لوگوں کو دین حق پر عمل کرنے کی آزادی نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ کے مخالف امام مساجد میں احمدیوں کو قتل کرنے کی تحریک کرتے ہیں۔ وہ حکومت جس کا فرض عوام کی حفاظت کرنا ہے وہ احمدیہ جماعت کے مخالفین کی پشت پناہی کرتی ہے۔ فرنچ گیانا میں احمدی مبلغین بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ یہ غرباء کا خیال رکھتے ہیں۔ یہ دوسرے مذاہب کے ساتھ مل کر ملک میں استحکام اور باہمی اتحاد کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ مَیں ان سب کو سلام کرتا ہوں۔

بعد ازاں آج کے اختتامی اجلاس میں مکرم مولانا داؤد احمد حنیف صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ امریکہ و انچارج CRAIBS جزائر نے مختصراً خطاب کیا اور کہا کہ جس وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اس وقت بالخصوص عرب قوم کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ وہ بُت پرستی، شرک اور قتل و غارت اور دیگر بے شمار برائیوں میں مبتلا تھے۔ حضور اکرم نے اس مردہ قوم کو اپنی دعاؤں اور شاندار عملی نمونہ سے زندہ کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اسلام نے دنیا میں تسلط حاصل کر لیا اور صدیوں تک دنیا کو اسلامی برکات سے متمتع کیا۔ پھر الٰہی تقدیروں کے مطابق مسلمان کمزوری اور تفرقہ کا شکار ہو گئے اور خدا نے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر بھیجا۔ آپ نے الٰہی حکم کے مطابق جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی اور اللہ کے فضل کے ساتھ احمدیہ خلافت کے زیر سایہ احمدیت کا قافلہ ترقی کی منازل طے کرتا چلا جا رہا ہے۔ فرنچ گیانا میں جماعت احمدیہ اپنے بالکل ابتدائی دَور میں ہے اور آج اللہ کے فضل سے یہاں کی جماعت نے اپنا پہلا جلسہ سالانہ منعقد کیا ہے۔ اَللّٰھم زِدْ وَ بَارِکْ۔

آخر میں خاکسار (صدیق احمد منور) نے تقریر کی اور حاضرین کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد، آپ کے دعاوی اور اسلام احمدیت کے مستقبل کے متعلق روشناس کرایا۔ احمدیت کا پیغام حقیقی اسلام کا پیغام ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین تھے۔ جماعت احمدیہ اسی رحمۃ للعالمین کی غلام ہے۔ احمدیت کا پیغام محبت، صلح، آشتی، ہمدردی، اتحاد اور باہمی تعاون اور انصاف کا پیغام ہے۔ خاکسار نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات جن میں حضور علیہ السلام نے اپنی جماعت کو صبر اور استقامت کا راستہ اختیار کرنے کی تاکید کی ہے نیز جماعت کے روشن مستقبل کے بارہ میں آپ کی پیشگوئیاں پڑھ کر سنائیں۔ آخر میں خاکسار نے سب حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور پھر اجتماعی دعا کرائی اور یوں یہ ایک تاریخی روح پرور پروگرام خوش اسلوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

اجلاس کے اختتام کے فوراً بعد جملہ حاضرین لذیذ

کھانوں سے لطف اندوز ہوئے۔ اس کھانے کی تیاری میں بعض Syrian بھائی بہنوں نے بے حد اخلاص اور محبت اور جوش وخروش کے ساتھ ہمارے ساتھ تعاون کیا۔ فجزاھم اللہ۔

لوکل پریس اور ٹیلیویژن پر احمدیت کی تشہیر

اللہ تعالیٰ کے فضل اور ہمارے پیارے امام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے ہماری توقعات سے کہیں بڑھ کر لوکل حکومتی ٹیلیویژن Guyane Premier نے 3/اپریل کی شام 7:30 بجے ٹی وی پر تصاویر کے ساتھ خبر دی۔ انہوں نے بتایا کہ:

آج Cayenne شہر میں احمدیہ مسلم جماعت فرنچ گیانا نے اپنی پہلی سالانہ کانفرنس منعقد کی۔ کانفرنس میں بتایا گیا کہ اسلام امن وشانتی کا مذہب ہے۔ فرنچ گیانا میں قانونی طور پر احمدیہ جماعت 2007ء سے موجود ہے لیکن عملی سرگرمیوں کا سلسلہ 2012ء میں شروع ہوا۔ جماعت احمدیہ کا آغاز 1889ء میں ہندوستان سے ہوا۔ اس وقت دنیا کے 209 ممالک میں جماعت احمدیہ کے مشن قائم ہیں۔ کانفرنس میں کہا گیا کہ اسلام رواداری اور باہمی محبت کی تعلیم دیتا ہے۔ ہم سب کو مل جل کر معاشرہ میں اتحاد اور بھائی چارہ کا ماحول پیدا کرنا چاہئے۔

ملک کے واحد اخبار France Guyane نے جلسہ کے حوالہ سے خبر شائع کی اور سٹیج کی تصویر بھی دی جبکہ صدر جماعت تقریر کر رہے تھے۔ خبر میں لکھا: فرنچ گیانا کی جماعت احمدیہ مسلم جماعت نے اپنی سالانہ کانفرنس منعقد کی اور امن کے موضوع پر گفتگو کی۔ یہ کانفرنس Cayenne شہر کے ہوٹل Montjoyeux میں منعقد ہوئی۔ جماعت احمدیہ اپنی سالانہ کانفرنس ہر ملک میں منعقد کرتی ہے۔ فرنچ گیانا میں یہ پہلی سالانہ کانفرنس ہے۔ امریکہ سے آئے امام داؤد حنیف نے کہا کہ انہوں نے یہ سفر اس لئے اختیار کیا ہے تا کہ لوگوں کو بتاؤں کہ اسلام امن کا مذہب ہے۔ اسلام رواداری اور باہمی ہمدردی کا سبق دیتا ہے۔ صدر جماعت نے بتایا کہ ہم اس ملک میں پورے طور پر معاشرہ کا حصہ بن چکے ہیں۔ حکومت کے ساتھ بھرپور تعاون کرتے ہیں، دعوت آنے پر اس کے پروگراموں میں حصہ لیتے ہیں۔ 2012ء سے مشنری انچارج صدیق احمد منور کے آنے سے جماعت احمدیہ باثمر ہونے لگی ہے۔

جلسہ سالانہ کے لئے موصولہ پیغامات

ملک کی درج ذیل شخصیات نے ہمارے جلسہ کے لئے پیغام بھیجے جو بعض دیگر مصروفیات کے باعث پروگرام میں شریک نہ ہو سکے۔ انہوں نے جماعت کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ 1۔ رومن کیتھولک چرچ کے رہنما بشپ Mr. Emanul Lafont ۔2۔ سینٹر Mr. Antoine Karam ۔3۔ ڈائریکٹر آف پولیس Le Cardinal Oliver ۔4۔ فرنچ گیانا کے Prefet ۔ Mr. Martin Jaeger ۔5۔ شہر Saint Laurent کے میئر Mr. Leon Bertrend ۔6۔ ملک کی Gendamarie کے ہیڈ General Lucas ۔7۔ آنریری لیبر ڈائریکٹر Mr. Jaques Lamlent ۔8۔ Penetenhary کے ڈائریکٹر Mr. Berthole ۔9۔ ریٹائرڈ جج Mr. Jean Philipe Mayal Bruno Picour ۔

لوائے احمدیت کی شہرت

جلسہ سالانہ دو اجلاسات پر مشتمل تھا۔ پہلا اجلاس احمدیہ مرکز میں ہوا اور دوسرے اجلاس کا اہتمام ایک ہوٹل میں کیا گیا تھا۔ اس لئے دوسرے اور آخری اجلاس کو ملک کے ٹی وی نے فلمایا اور خبر نشر کی۔ جماعت کے جھنڈے کی پرچم کشائی چونکہ احمدیہ مرکز میں کی گئی تھی اس لئے TV نے اس کو نہ دکھایا۔ اللہ کی تقدیر نے جماعت کے پرچم کو بھی شہرت دینی تھی۔ ہوا یوں کہ مشن کے پاس جو سڑک شہر میں داخل ہوتی ہے اور جہاں سے ہزار ہا گاڑیاں روزانہ شہر میں داخل ہوتی ہیں ایک پرائیویٹ لوکل ٹی وی A.T.V کے ایک صحافی کی نظر ہمارے جھنڈے پر پڑی۔ انہوں نے جماعت سے رابطہ کیا اور مرکز میں آکر پرچم کو فلمایا اور مبلغ سلسلہ مکرم محمد بشارت صاحب سے انٹرویو لیا اور اگلے روز ہمارے پرچم کو TV پر دکھایا اور خبریوں دی کہ ناظرین کو فرانس کے جھنڈے کے ساتھ ایک جھنڈا دکھایا جا رہا ہے۔ یہ جھنڈا داعش کا جھنڈا نہیں بلکہ احمدیہ مسلم جماعت کا جھنڈا ہے۔ اس کی تاریخ یہ ہے کہ یہ پرچم جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے دور خلافت میں 1939ء میں جماعت کی 50ویں سالگرہ کے موقع پر بنوایا تھا۔ فرانس کے جھنڈے کے پہلو میں اس کا لہرانا اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جماعت احمدیہ ہر ملک کے قانون کی پابندی کرتی ہے۔ ہر ملک کے احمدی محبّ وطن ہیں اور حب الوطنی ان کے ایمان کا حصّہ ہے۔

فرنچ گیانا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ پرچم احمدیت ٹی وی کے ذریعہ اس ملک کی فضاؤں میں لہراتا ہوا عوام کو دکھایا گیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

پانچ افراد کی جماعت احمدیہ میں شرکت

جلسہ سالانہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دور دور ممالک تک بالخصوص فرانس میں احمدیت کا پیغام پہنچایا اور اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے پانچ افراد کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

ہمارا جلسہ روح القدس کی تائید سے ہمسایہ ملک گوآدلوپ کے لئے باعث رحمت ہوا۔ Guadeloupe میں جماعت احمدیہ کا آغاز چند ماہ قبل ہوا ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی متضرّ عانہ دعاؤں کے ساتھ جامعہ احمدیہ یوکے سے

باقی صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں

تفسیر کبیر از امام رازی

(عدیل احمد رضا)

نام کتاب:۔ التفسیر الکبیر المعروف بہ تفسیر رازیؒ / مفاتیح الغیب

نامصنف:۔ امام فخر الدین محمد بن عمر بن الحسین بن الحسن ابن علی التیمی البکری الرازی الشافعی

ناشر:۔ منشورات: محمد علی بیضوت دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

سن اشاعت:۔ طبعۃ ثانیہ، 2004ء، 1425ھ

جلدیں: 33 اجزاء

زبان: عربی

صفحات: 6896

تعارف مصنف:۔

آپ کا نام ابو عبداللہ محمد بن عمر بن الحسین بن الحسن بن علی التیمی البقری الطبرستانی الرازی ملقب بہ فخر الدین المعروف با بن الخطیب الفقیہ الشافعی ہے۔ آپ کی پیدائش 25 رمضان 453ھ یا 544ھ یا 545ھ بمطابق 1149ء یا 1150ء بمقام رےؔ ہوئی۔ رےؔ ایران کے مشہور شہروں میں سے ہے۔ یہ بلاد الجبال کا ایک شہر ہے۔ وفات عید الفطر کے روز بروز سوموار یکم شوال 606ھ ہرات کے مقام پر ہوئی۔ ہرات میں شیخ الاسلام کے نام سے پکارے گئے۔ اپنے زمانہ کے مشہور عالم، عظیم متکلم، صوفی اور محدث تھے۔ ایک بہترین عالم ہونے کے ساتھ بہترین واعظ بھی تھے۔ آپ علم تفسیر، کلام، منطق، علوم عقلیہ اور علوم لغت میں مہارت کے درجہ پر فائز تھے۔ طب اور حکمت بھی جانتے تھے۔ شروع میں آپ فقہ میں مشغول ہوئے پھر علوم حکمیہ میں، حتیٰ کہ آپ کے زمانہ میں کوئی آپ کا ہم پلّہ نہ رہا۔ کئی علاقوں کے سفر کئے جن میں خوارزم، ماوراء النہر اور ہندوستان کے سفر شامل ہیں جن میں علماء سے ملاقاتیں اور مناظرے کئے۔ آپ نے 67 کتب تصنیف کیں جن کی فہرست تفسیر کبیر میں مذکور ہے، نیز ان کے علاوہ کئی کتب کو مکمل نہ کر سکے۔ معروف کتب میں مفاتیح الغیب المعروف بہ التفسیر الکبیر للرازی، کتاب البیان والبرھان، شرح اشارات بوعلی سینا، مفتاح الغیب، تفسیر سورۃ فاتحہ، تفسیر صغیر مسمّٰی اسرار التنزیل و انوار التأویل، نھایۃ العقول، احکام الاحکام، المحصل فی علم الکلام، مسائل الطب، الخمسین فی اصول الدین، کتاب عیون المسائل، السرّ المکنون ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے متعدد بار اپنے دروس القرآن میں آپکے علمی مرتبہ اور ذہانت کی تعریف فرمائی۔

آپؒ فرماتے ہیں:

’’امام رازی بے حد ذہین تھے۔ زبردست حافظہ کے مالک تھے۔ بہترین خطیب اور حد درجہ متدیّن‘‘

(درس القرآن 24 رمضان 2 جنوری 2000ء)

نیز فرمایا:

’’امام رازیؒ کا مقام بالکل مختلف ہے۔ اگرچہ آپ بہت بعد کے زمانے سے تعلق رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا دل عطا فرمایا تھا، ایسا انصاف کا جذبہ عطا کیا تھا کہ ہر قسم کی تفاسیر کو اکھٹا کرنے کے بعد اپنی طرف سے جب بیان کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں اس میں ہمیشہ آپ کو روشنی نظر آئے گی اِلّا ماشاء اللہ۔ تو امام رازیؒ اور امام راغبؒ یہ دو ہیں جن سے تفسیر قرآن کو سمجھنے کے لئے ہمیں مدد لینی چاہئے اور ان کا بہت بڑا احسان ہے امت پر کہ انہوں نے ہمیں تفاسیر کو سمجھنے میں مدد دی ہے۔‘‘

(درس القرآن 5 رمضان 4 جنوری 1998ء)

نیز فرمایا:

’’امام رازی کی تفسیر کی یہ خوبی ہے کہ آپ ہمیشہ آیات کے آپس کے تعلقات پر بھی گفتگو کرتے ہیں اور یہ دستور باقی مفسرین کا نہیں ...... حضرت مصلح موعودؓ کی تفاسیر میں یہ پہلو بہت نمایاں ہے کہ آپؓ نے آیات کا آیات سے تعلق بہت کھلے طور پر واضح فرمایا ہے۔‘‘

(درس القرآن 21 رمضان 10 جنوری 1999ء)

آپ کے حوالہ سے حضرت مصلح موعودؓ کا ایک شعر ہے۔ فرمایا:

’’پانی کر دے علوم قرآں کو
گاؤں گاؤں کو ایک رازی بخش‘‘

نیز آپ کا اپنا ایک قول ہے:

’’مجھے سکونِ قلب کی دولت تلاوتِ قرآن کریم سے ملی‘‘ (بحوالہ درس القرآن 2 رمضان 3 جنوری 2000ء)

تعارف کتاب:

یہ تفسیر پہلے آٹھ ضخیم مجلدات میں تھی۔ مصر کے مطبع البہیہ سے تیس جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

ابن قاضی شہبہ کہتے ہیں کہ امام رازی اس تفسیر کو مکمل نہ کر پائے۔ ابن خلکان نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ یہ سوال کہ اس کو کس نے مکمل کیا؟ نیز یہ کہ امام صاحب کس مقام تک یہ تفسیر لکھ پائے؟ اس کا جواب دینا آسان نہیں اس ضمن میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔

حاجی خلیفہ لکھتے ہیں:

’’شیخ نجم الدین احمد بن محمد متوفی 767ھ نے تفسیر کبیر کا تکملہ لکھا جو حصہ ناقص تھا اس کی تکمیل شہاب الدین بن خلیل دمشقی متوفی 639ھ نے کی ہے‘‘

(کشف الزنون جلد 2 ص 299)

تفسیر زیر تبصرہ کا قاری یہ محسوس نہیں کرتا کہ یہ ایک شخص کی تصنیف ہے یا اس کے لکھنے والے ایک سے زیادہ ہیں۔ پوری کتاب میں اسلوب نگارش بدلنے نہیں پایا۔

امام رازی اس بات کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں کہ آیات میں باہم کیا ربط و تعلق پایا جاتا ہے نیز یہ کہ ایک سورت کے نقطہ اختتام کی دوسرے سورت کے آغاز کے ساتھ کیا مناسبت ہے۔ بعض اوقات متعدد مناسبات کا ذکر کرتے ہیں۔ امام رازی ریاضی، علوم طبیعی اور دیگر علوم جدیدہ کا بھی اکثر ذکر کرتے ہیں مثلاً علم الافلاک کا ذکر اکثر ان کے یہاں ملتا ہے۔ وہ فلاسفہ کے اقوال بیان کر کے ان پر کڑی تنقید کرتے ہیں۔ آیات الاحکام کی تفسیر کرتے ہوئے فقہاء کے مذاہب بیان کرتے ہیں۔ امام شافعی کے مسلک کی تائید وحمایت میں بکثرت براہین اور دلائل ذکر کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ علم اصول نحو اور بلاغت کے متعلق مسائل بھی ذکر کرتے ہیں۔

☆......☆......☆

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان
{2015ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر190)

سال2015ء اور احمدیوں پر مظالم

پاکستان میں جماعت احمدیہ کے مرکزی دفتر نظارت امور عامہ نے سال 2015ء کے اختتام پر پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم کے بارہ میں ایک تفصیلی رپورٹ شائع کی ہے۔ اس رپورٹ کے اکثر مندرجات ہماری گزشتہ رپورٹس میں شائع ہو چکے ہیں۔ ایک خلاصہ کے طور پر کچھ اعداد و شمار قارئین کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں۔

2015ء کے دوران جماعتِ احمدیہ کے خلاف اخبارات کی خبریں

نفرت اور شرانگیزی پر مبنی خبروں کا اعداد و شمار کے لحاظ سے احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ جماعت احمدیہ کے خلاف پروپیگنڈہ پر مبنی خبریں تو ہر اخبار میں شائع ہوتی ہیں۔ پاکستان کے شہر اور پنجاب کے صوبائی دارالحکومت لاہور کو صحافت کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ کے خلاف اخبارات میں زیادہ پروپیگنڈہ وسطی پنجاب میں ہوتا ہے۔ اس لئے لاہور سے شائع ہونے والے نمایاں اخبارات یعنی روزنامہ جنگ، نوائے وقت، اوصاف، خبریں، پاکستان اور ایکسپریس کا اعداد و شمار کے لحاظ سے جائزہ لیا گیا۔ جبکہ باقی اخبارات جن میں روزنامہ جناح، سماء، امن، اسلام اور اُمت نیز بعض دیگر اخبارات شامل ہیں ان کا مجموعی جائزہ لیا گیا ہے۔ ان اخبارات نے خبروں کے ساتھ ساتھ ایسے اداریے تبصرے اور معاندین کے مضامین بھی شامل اشاعت کیے جن میں کلی یا جزوی طور پر جماعت احمدیہ کے حوالہ سے جھوٹ پر مبنی منفی تاثر عوام کے سامنے پیش کیا گیا۔

چنانچہ سال 2015ء کے دوران احمدیوں کے خلاف ساڑھے پندرہ سو سے زائد اشتعال انگیز خبریں اور ساڑھے تین سو کے قریب معاندانہ مضامین لکھے گئے۔

موضوعات کے لحاظ سے خبروں کا جائزہ

سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف من گھڑت خبروں کو چھپوانا ایک فیشن بن چکا ہے۔ اس لئے احمدیوں کے خلاف خواہ کسی بھی طرح کا بیان دے دیا جائے اخبارات اس کو بلاتحقیق جلی سرخیوں سے شائع کر دیتے ہیں۔ اس طرح موضوعاتی اعتبار سے ہر پہلو کا احاطہ کرنا ناممکنات میں سے ہے۔ پاکستان میں جو بھی افسوسناک واقعہ رونما ہو اس کی ذمہ داری مولویوں کی طرف سے عموماً جماعت احمدیہ پر ہی عائد کی جاتی ہے۔ مولویوں کے نزدیک تو سمندر میں لڑنے والی دو مچھلیوں کی ذمہ داری بھی احمدیوں پر ہی عائد ہوتی ہے۔ اور جب مولویوں نے ایسے بیانات دیے تو اخبارات نے ان کو بھی شائع کیا۔

جب گزشتہ نصف صدی سے زائد عرصہ سے یہی الزامات دہرائے جا رہے ہیں اور ان کی تائید میں کوئی ثبوت تو کیا قرینہ بھی قائم نہ ہو پایا۔ اس جھوٹے، من گھڑت اور منفی پروپیگنڈہ سے عوام کی توجہات کے رخ بدلنے کے لئے جماعت کے خلاف افسانہ طرازیوں کا سہارا تو کثرت استعمال سے پامال ہو چکا۔ ہاں نفرت کو روا رکھے جانے کے اس عمل نے آج پاکستانیوں کو بری طرح تقسیم کر دیا ہے۔

اخبارات کے ارباب حل و عقد جو خود کو اس ملک کا دانشور کہلوانے میں فخر محسوس کرتے ہیں، پاکستان اور اسلام کے سب سے بڑے خیرخواہ ہونے کے بلند بانگ دعاوی کرتے ہیں انہیں کبھی یہ جرأت نہیں ہوئی کہ اخبار میں شائع ہونے والے کسی بیان کے بارے میں کسی مولوی صاحب سے پوچھیں کہ آپ نے یہ بیان دیا تھا اور ہم نے اس کو اخبار کی زینت بنا دیا، اب اس کا ثبوت بھی دیجئے۔ اخبار والوں کی بلا سے، احمدیوں کے خلاف نفرت کا طوفان اٹھتا ہے تو اٹھتا رہے وہ ایک کے بعد دوسرا ایشو شائع کرنا شروع کر دیں گے۔ وطن عزیز کی تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی ملک کی نام نہاد مذہبی قیادت کو حکومت پر دباؤ ڈالنے کے لئے کوئی ایشو نہ ملے وہ احمدیوں کا ایشو کھڑا کرنا شروع کر دیتی ہے اور اخبارات ان کے بے بنیاد اور شرّ انگیز بیانات کو جلی سرخیوں میں شائع کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

چنانچہ گزشتہ سال 2015ء کے دوران بھی مختلف ایشوز بنا کر احمدیوں کے خلاف بیان بازیاں کی جاتی رہیں۔ کبھی حکومتی نمائندین پر قادیانی ہونے کا الزام لگا دیا جاتا ہے اور جب کبھی مولوی حکومت پر سیاسی دباؤ ڈالنا چاہتے ہیں تو حکومتی ایوانوں میں قادیانی لابی کا شور برپا کر دیتے ہیں۔ مگر وہی مولوی جب حکومت کے ساتھی ہوتے ہیں اس وقت نہ تو انہیں حکومتی ایوانوں میں قادیانی لابی نظر آتی ہے اور نہ ہی کلیدی عہدوں پر فائز کوئی قادیانی۔ مگر اخبارات کی 'سادگی' ملاحظہ کیجئے کہ ان مولویوں کے ایسے بے بنیاد بیانات جلی سرخیوں سے شائع کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

حکومتی پشت پناہی کا الزام

جماعتِ احمدیہ کے خلاف کئے جانے والے جھوٹے پروپیگنڈہ کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ اخبارات میں بڑی بڑی سرخیوں میں یہ بیانات چھپوائے جائیں کہ حکومت احمدیوں کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ کسی بھی سیاسی جماعت کی حکومت ہو، سرکاری انتظامیہ کو دباؤ میں لانے کے لئے پاکستان میں احمدیوں کے خلاف امتیازی قوانین انتہا پسند عناصر کا خاص ہتھیار بن چکے ہیں۔ ایک دو شخصیات کو چھوڑ کر کسی سیاسی جماعت میں آج ایسی جرأت دکھائی نہیں دے رہی کہ وہ احمدیوں کے بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ تو درکنار اس حوالے سے عوامی سطح پر ایک بیان بھی جاری کر سکے۔ انتہا پسند عناصر کا یہ خاص طریق ہے کہ اس طرح حکومت کو دباؤ میں لا کر اپنے مفادات حاصل کیے جائیں اور حکومت کو احمدیوں کے خلاف اقدامات اٹھانے پر مجبور کیا جائے۔

وطن عزیز کے حوالہ سے

روزنامہ ایکسپریس۔منگل، 3 نومبر، 2015ء
ایوان اقتدار میں چھپے قادیانی ملک کو کمزور کرنا چاہتے ہیں، علماء
قادیانیوں کا تعاقب جاری رکھیں گے، عبدالحفیظ مکی، احمد علی سراج، الیاس چنیوٹی و دیگر

روزنامہ الشرق جمعرات 12 فروری 2015ء
21ویں ترمیم: غیرملکی ایجنسیوں وقادیانیوں کو تحفظ دیا گیا: عمر ممتاز اعوان
دہشتگردی میں CIA، موساد، را ملوث اور قادیانی انکو سپورٹ کررہے ہیں: پریس کانفرنس

روزنامہ جنگ لاہور (6) 25 جولائی 2015ء
قادیانی خانہ جنگی کی فضا پیدا کرنا چاہتے ہیں' قاری شبیر عثمانی
فتنہ قادیانی سے نمٹنے کیلئے آپس کے اختلافات کو ختم کرنا ہوگا جمعہ کے اجتماع سے خطاب

روزنامہ اوصاف، لاہور، جمعرات، 10 دسمبر، 2015ء
قادیانی اسلام اور وطن عزیز کے غدار ہیں، مجلس احرار اسلام

روزنامہ پاکستان لاہور (3) 2 جون 2015ء
قادیانی عناصر ملک میں فتنہ پھیلا رہے ہیں، عبداللہ نثار
ہمارا مطالبہ کہ کلیدی عہدوں پر فائز قادیانیوں کو برطرف کیا جائے، پروفیسر سعید احمد چنیوٹی

روزنامہ پاکستان لاہور (7) 27 نومبر 2015ء
قادیانی کسی وقت بھی اسلام اور پاکستان کیخلاف بڑی سازش کر سکتے ہیں، عبدالغفور رحمانی
ہم بار بار حکومت سے مطالبہ کرتے چلے آرہے ہیں کہ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے

روزنامہ "امن" فیصل آباد سوموار 8 جون 2015ء
فتنہ قادیانیت کا وجود عالمی امن کیلئے خطرہ ہے' زاہد قاسمی
برطانیہ، کینیڈا، ساؤتھ افریقہ سمیت دیگر ممالک میں قادیانی شکست دیکھ کر بھاگ رہے ہیں

روزنامہ اوصاف، لاہور جمعۃ المبارک 26 جون، 2015ء
کھوئی رٹہ میں قادیانی مرکز کی بنیاد رکھی جا رہی ہے، وزیراعظم فوری نوٹس لیں: پیر عتیق الرحمن
گاؤں سید پور میں غیرملکی شہریت کے حامل شیخ جبار نے بیرون ملک سے فنڈنگ کر کے 36 لاکھ کی اراضی خریدی، تعمیراتی میٹریل جمع کر لیا
رمضان کے بعد 43 کمروں پر مشتمل ارتدادی مرکز بنایا جائیگا، سب قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں، ختمس بل منظور کیا جائے: اسمبلی میں خطاب

روزنامہ نوائے وقت لاہور 11 جون 2015ء
قادیانیوں کا سماجی بائیکاٹ وقت کی اہم ضرورت ہے: غلام مصطفی
گناہ کو جائز سمجھنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے: قادیانی اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں

اسلام بدھ، 28 محرم 1437ھ مطابق 11 نومبر 2015ء
قادیانی فتنہ اسلام دشمن قوتوں کی سازش ہے' مولانا عبدالنعیم
عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے کسی قربانی سے گریز نہیں کریں گے' صفدر آباد میں خطاب

جماعت احمدیہ پر بے بنیاد الزامات

پاکستان کے قیام اور استحکام میں جماعت احمدیہ کا کردار ایک روشن مثال ہے۔ تاہم یکطرفہ بے بنیاد اور شرانگیز پروپیگنڈہ کے ذریعے عوام الناس کو ذرائع ابلاغ کے ذریعے مسلسل گمراہ کیا جا رہا ہے کہ احمدی پاکستان کے دشمن ہیں اور وطن عزیز کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ہر احمدی اپنے آقا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے تحت وطن کی محبت کو ایمان کا حصہ سمجھتا ہے۔ کون انکار کر سکتا ہے کہ جو افراد اور جماعتیں قیام پاکستان کی شدید مخالفت کرتی تھیں آج ان کی اولادیں اعلانیہ کہتی ہیں کہ وہ قیام پاکستان کے گناہ میں

روزنامہ نوائے وقت کراچی (24) 23 مارچ 2015
قادیانی ملک کے حالات خراب کررہے ہیں' علامہ حمادی

روزنامہ الشرق انٹرنیشنل، ہفتہ 07 مارچ 2015ء
قادیانیت کا وجود ملکی سالمیت کیلئے خطرہ ہے: مولانا عزیز الرحمن
رسول اکرم کی شان میں گستاخی بدترین دہشتگردی ہے' مولانا عبدالرشید حجازی، مفتی عبدالشکور و دیگر کا بیان

روزنامہ ایکسپریس۔اتوار، 22 فروری، 2015ء
قادیانی ملکی عدم استحکام کیلئے سازشیں کررہے ہیں' شبیر عثمانی

روزنامہ جنگ لاہور (4) 5 نومبر 2015ء
قادیانی اسلام اور ملک کے غدار ہیں' شبیر عثمانی

روزنامہ ایکسپریس، فیصل آباد، ہفتہ 7 نومبر، 2015ء
قادیانی اسلام اور پاکستان کے بدترین دشمن ہیں' عطاء المہیمن بخاری
تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے مقدس مشن کی آبیاری دنیا و آخرت کی بڑی کامیابی ہے

روزنامہ دنیا 26 فروری 2015
قادیانی لابی ملک دشمن کارروائیوں میں مصروف ہے، مجلس احرار اسلام

روزنامہ الشرق 18 فروری 2015
قادیانی پاکستان کیخلاف سازشوں سے باز آجائیں: سید اظہار بخاری

شریک نہ تھے۔ آج ایسے لوگ پاکستان میں حبّ الوطنی کے ٹھیکیدار بنے بیٹھے ہیں۔ جبکہ جماعت احمدیہ نے قیام و استحکام پاکستان کے لئے جو قربانیاں پیش کیں وہ تاریخ کا حصہ ہیں۔ وطن عزیز کے دفاع کی خاطر احمدی سپاہیوں سے لے کر احمدی جرنیلوں تک نے اپنا خون پیش کیا ہے۔ سائنسی علوم کے میدانوں سے لے کر اقتصادیات تک، وطن کے لئے ہر گوشہ زندگی میں احمدیوں کی خدمات پر پردہ ڈالنا ایسے ہی ہے جیسے سورج کی موجودگی میں روشنی سے انکار کر دیا جائے۔

توہین مذہب کا حساس موضوع

جماعت احمدیہ کے معاندین کا یہ پرانا طریق ہے کہ جماعت احمدیہ سے ایسے عقائد منسوب کئے جائیں جو جماعت احمدیہ کے عقائد ہی نہیں۔ اس طرح جھوٹ کا سہارا لے کر اتنا پروپیگنڈہ کر دیا جائے کہ عوام اس کو سچ تسلیم کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ اس کی نمایاں مثال ناموس رسالت اور مبینہ توہین مذہب کا نازک معاملہ ہے۔ وطن عزیز میں عوام اس حوالے سے بے حد حساس ہیں۔ جب بھی اس حوالے سے کوئی بات کرتا ہے تو اسے بے حد احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ جماعت احمدیہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و وفا کا تعلق رکھتی ہے اور دنیا کے ہر کونے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی عظمت کو قائم کرنے کی خاطر ہر دم مصروف عمل ہے۔ اسی طرح ہر احمدی شعائر اللہ کا نہ صرف احترام کرتا ہے بلکہ ان کی عظمت تمام عالم پر ظاہر کرنے کی خاطر دن رات مصروف عمل ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ کے معاندین جماعت احمدیہ کی مخالفت میں ہر ظالمانہ طریق کو جائز سمجھتے ہوئے زہریلا پروپیگنڈہ کیے جا رہے ہیں اور عوام کو اشتعال دلاتے ہیں۔

ناموس رسالت کے حوالہ سے شائع ہونے والے چند بیانات تو ایسے اشتعال انگیز ہوتے ہیں کہ اگر کوئی مذہبی جنونی ایسی خبروں کو پڑھ کر کسی بے گناہ احمدی پر حملہ کر دے تو ہمارے ذرائع ابلاغ کو کیا یہ سوچنا نہیں چاہیے کہ ان کی غیر ذمہ داری معاشرے میں کس طرح بے امنی اور لاقانونیت کو جنم دے رہی ہے۔ اور کیا معصوم انسانوں کے خون ناحق بہنے کی ذمہ داری سے وہ خود کو بری الذمہ سمجھ سکتے ہیں؟

کہیں ملّاں کو گستاخانہ خاکوں کی اشاعت میں احمدیوں کا ہاتھ نظر آتا ہے تو کہیں یہ خاکے تہذیبوں میں تصادم کی یہودی قادیانی سازش دکھائی دیتے ہیں۔ اور کہیں کہا جاتا ہے (خاکم بدہن) قادیانیت حضورؐ سے بُغض کا نام ہے۔ احمدیوں کو بلاتحقیق (نعوذ باللہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ قرار دے کر انہیں ناقابل معافی گردانا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان جھوٹے ظالموں کی گرفت فرمائے اور معصوم احمدیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

....

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت منشی قمرالدین صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 22 نومبر 2011ء میں حضرت منشی قمرالدین صاحبؓ آف لودھیانہ کا مختصر تعارف شامل اشاعت ہے۔

حضرت منشی صاحبؓ کی ولادت 1856ء میں ہوئی۔ اور بیعت ابتدائی زمانہ میں کرنے کی سعادت حاصل کی۔

آپؓ لودھیانہ کے رہنے والے تھے اور حضرت منشی محمد ابراہیم صاحبؓ (یکے از 313 اصحاب احمد) کے فرزند تھے۔ آپ نے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ انگریزی تعلیم بھی حاصل کی۔ منشی فاضل کا امتحان پاس کرکے بعمر اٹھارہ سال محکمہ تعلیم سے وابستہ ہوگئے اور لمبا عرصہ ملازمت میں رہے۔ قبولِ احمدیت کے نتیجہ میں آپؓ کی مخالفت کے باوجود بھی آپؓ بطور مدرّس متعیّن رہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ’’کتاب البریہ‘‘ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں آپؓ کا ذکر بھی فرمایا ہے۔

آپؓ تقریباً 20 سال تک جماعت احمدیہ لدھیانہ کے محاسب، سیکرٹری اور صدر رہے۔ سعد اللہ لدھیانوی جب اپنی نظموں میں جماعت احمدیہ کے خلاف گندہ دہنی کرتے تو آپؓ مومنانہ طور پر اس کا جواب دیا کرتے۔ 1914ء میں نظام خلافت کے استحکام کے لئے آپؓ نے مؤثر کوشش کی اور ہرقسم کے فتنوں کا مقابلہ کیا۔

حضرت منشی قمرالدین صاحبؓ نے 22 نومبر 1926ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پائی۔

آپؓ کے ایک بیٹے حضرت بابو شیخ غلام حسین صاحبؓ تھے جو جماعت احمدیہ دہلی کے 35 سال تک سیکرٹری مال رہے۔ انہوں نے 15 دسمبر 1953ء کو کراچی میں 60 سال کی عمر میں وفات پائی۔ اُن کے پسماندگان میں ایک بیٹا اور چھ بیٹیاں شامل تھیں۔

مکرم چودھری محمد سلیم صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 15 نومبر 2011ء میں مکرمہ الف۔ منور صاحبہ کے قلم سے اُن کے والد محترم چودھری محمد سلیم صاحب کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

آپ مولوی محمد یوسف صاحب بھیروی (سابق امیر جماعت بھیرہ و استاذ الجامعۃالاحمدیہ) کے بڑے فرزند تھے۔ بہت نیک، سادہ، شریف الطبع اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ ہمیشہ جماعتی خدمات بجالاتے رہے۔ بوقت وفات بھی زعیم انصاراللہ کے طور پر خدمت کررہے تھے۔ اپنے بچوں کی تربیت کا بہت خیال رکھتے۔ انہیں قرآن کریم خود پڑھایا، دعائیں زبانی یاد کروائیں اور درود شریف بکثرت پڑھنے کی تاکید کرتے تھے۔ علم حاصل کرنے اور محنت اور ایمانداری سے زندگیاں گزارنے کی تلقین کیا کرتے۔ خودبھی ایک ایماندار اور محنتی انسان تھے۔ اپنی اہلیہ کے بہترین ساتھی تھے۔

آپ نے بھیرہ سے میٹرک کرنے کے بعد ڈسپنسر کا کورس کیا۔ دوسرں کی تکلیف پر بے چین ہوجاتے اور غریبوں میں ڈاکٹر کہلاتے اور اُن کا خاص طور پر بہت خیال رکھتے۔ غرباء کو دوا بھی مفت دیا کرتے۔ بہت رحم دل اور نرم دل انسان تھے۔ اگر گھر میں کوئی کہتا کہ اپنی فیس بڑھادیں تو ناراضگی کا اظہار کرتے کہ پھر یہ لوگ کہاں جائیں گے۔ مریض کی بے وقت آمد سے کبھی نہ گھبراتے۔ وفات سے دو روز قبل طبیعت بہت خراب تھی تو بھی رات کو اطلاع ملنے پر ایک مریض کا معائنہ کرنے گئے۔ لیکن کمزوری اتنی تھی کہ واپسی پہ خود بھی گر گئے۔ آپ کی وفات پر بہت سے غیراز جماعت تعزیت کے لئے آئے اور انتہائی اچھے لفظوں میں یاد کرتے رہے۔ آپ کا لوگوں کے ساتھ حسن سلوک ہی تھا کہ آپ کی وفات پر غیراز جماعت بھی اس موقع پر آنے والے مہمانوں کے لئے بغیر کہے اپنے گھروں سے چارپائیاں اور بستر لالاکر دیتے رہے۔

مکرم چودھری محمد سلیم صاحب نے ایک لمبا عرصہ بیماری میں گزرا۔ لیکن بہت صابر وشاکر رہے۔ اپنی وفات کے بارہ میں وفات سے قریباً دو ماہ پہلے واضح خواب دیکھا۔ 19 /اگست 2008ء کو وفات پائی۔

محترم قاضی عبدالسمیع طارق صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 12 /نومبر 2011ء میں مکرمہ ع۔س۔ طارق صاحبہ نے اپنے والد محترم قاضی عبدالسمیع طارق صاحب کا ذکرخیر کیا ہے۔

محترم قاضی عبدالسمیع طارق صاحب 14 /اگست 1954ء کو (حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری کے برادرخورد) محترم قاضی عبدالحمید صاحب کے ہاں لاہور میں پیدا ہوئے جن کی نیلا گنبد لاہور میں ’قاضی پین شاپ‘ کے نام سے دکان تھی۔ آپ حضرت قاضی حکیم محمد حسین صاحبؓ (بیعت 1904ء) کے پوتے تھے۔ ابھی آپ کی عمر 23 برس کی تھی کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اس صدمے کو آپ نے خود بہت حوصلے اور صبر سے برداشت کیا بلکہ پھر اپنی والدہ اور بہن بھائیوں کا بھی خیال رکھا۔ 9 بہن بھائیوں میں آپ کا چوتھا نمبر تھا۔

محترم قاضی عبدالسمیع طارق صاحب بہت دعائیں کرنے والے اور متوکّل انسان تھے۔ خدمت خلق کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ جب خلیفۂ وقت کا خطبہ ڈِش پر آنے لگا تو کئی احمدیوں کو آپ نے ڈش نصب کر کے دی۔ اگرچہ آپ شوگر اور دل کے مریض تھے مگر خدمت خلق میں اپنی بیماری کو کبھی روک نہیں بننے دیا اور MTA کے لئے دن رات مصروف رہتے۔ حسب توفیق دیگر جماعتی خدمات کے لئے بھی ہمیشہ پیش پیش رہتے۔

آپ میں خداداد صلاحیتیں موجود تھیں۔ ہر طرح کے پَین بھی ٹھیک کر لیتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ ذاتی تعلق تھا۔ حضورؒ جب بھی انارکلی آتے تو اکثر آپ سے مل کر جاتے۔

آپ باقاعدگی سے پانچ وقت نماز ادا کرتے۔ نماز جمعہ باقاعدگی سے ادا کرتے۔ 28 مئی 2010ء کو لاہور میں ہونے والی دہشتگردی سے ایک روز قبل آپ کی آنکھ کا آپریشن ہوا تھا اس لئے آپ کے اصرار کے باوجود گھر والوں نے آپ کو جمعہ پر نہ جانے دیا۔ لیکن جب یہ واقعہ رونما ہوگیا تو اس کا بہت اثر لیا۔

آپ کو بہت سچے خواب آتے تھے۔ لندن میں مسجد بیت الفتوح کی تعمیر سے قبل بھی اسے خواب میں دیکھ چکے تھے۔ اور خلفاء کرام سے خواب میں ملاقاتوں کا کئی بار ذکر کرتے۔ قادیان کی زیارت کا بہت شوق تھا۔ 2006ء میں جلسہ پر قادیان جانے کا موقع مل گیا۔

آپ نے 11 جنوری 2011ء کو وفات پائی اور احمدیہ قبرستان (لطیف آباد) لاہور میں تدفین ہوئی۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور 3 بیٹیاں چھوڑیں۔

محترمہ صاحبزادی امۃالنصیر بیگم صاحبہ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 15 نومبر 2011ء کی ایک خبر کے مطابق حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی پوتی اور حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ اور حضرت سارہ بیگم صاحبہ کی بیٹی محترمہ صاحبزادی امۃالنصیر بیگم صاحبہ اہلیہ محترم پیر معین الدین صاحب 12 نومبر 2011ء کو ربوہ میں بعمر 82 سال انتقال فرماگئیں۔ تدفین بہشتی مقبرہ کی اندرونی چار دیواری میں ہوئی ۔ آپ حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کی بہن اور حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خالہ محترمہ تھیں۔ آپ نے پسماندگان میں چار بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑا ہے۔

محترمہ صاحبزادی امۃالنصیر بیگم صاحبہ 13 /اپریل 1929ء کو قادیان میں پیدا ہوئیں۔ مڈل تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد دینیات کلاس میں دینی علوم سے بہرہ ور ہوئیں۔ آپ بہت چھوٹی تھیں کہ آپ کی والدہ حضرت سارہ بیگم صاحبہ بنت حضرت عبدالماجد بھاگلپوری کی وفات ہوگئی۔ اسی لئے آپ کی پرورش حضرت اماں جانؓ نے کی اور بہت محبت دی۔ آپ کو بھی حضرت امّاں جان سے بہت محبت تھی ۔ 1949ء میں آپ کو حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت اماں جانؓ کے ساتھ اُن کی گاڑی میں ربوہ آنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ آپ اسے اپنی زندگی کا یادگار واقعہ قرار دیتی تھیں۔

مہمان نوازی اور غریبوں کا خیال رکھنا محترمہ امۃالنصیر بیگم صاحبہ کے بنیادی اوصاف تھے۔ آپ بہت صابر، اعلیٰ اخلاق کی مالک، مہمان نواز اور صغرسنی سے ہی خدمت دین کا شوق رکھتی تھیں۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر 13 سال کی عمر میں منتظمہ دارالمسیح کا فریضہ سرانجام دیا۔ سیکرٹری ناصرات قادیان بھی رہیں۔ ہجرت کے بعد رتن باغ اور پھر ربوہ میں لجنہ کی خدمات بجالاتی رہیں۔ مسجد مبارک ربوہ کی سنگ بنیاد کی تقریب میں اینٹ پر دعا کرنے والی خاندان حضرت اقدسؑ کی خواتین میں شامل تھیں۔ ربوہ کے ابتدائی دَور سے ہی اپنے محلّہ میں لجنہ کی خدمت میں مصروف رہیں۔ 1953ء تا 1997ء تک (سات سال کے وقفہ کے علاوہ) کُل 37 سال بطور صدر لجنہ حلقہ خدمات انجام دیں۔ 1973ء سے 2007ء تک لجنہ کی مجلس عاملہ ربوہ میں خدمت کی توفیق پاتی رہیں۔ اس طرح آپ 65 سال سے زائد عرصہ تک لجنہ اماء اللہ کے مختلف شعبہ جات میں خدمت میں مصروف رہیں۔

آپ کی والدہ حضرت سارہ بیگم صاحبہ کا تعلق بھاگلپور کے ایک معزز اور علمی خاندان سے تھا۔ جب وہ فوت ہوئیں تو آپ کی عمر تین سال تھی۔ ان کی وفات پر اپنے بھائی کے سمجھانے کے بعد خاموش ہوگئیں۔ حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ ان کی اس کیفیت اور صبر کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ مجھے یقین ہوگیا کہ امۃالنصیر موت کی حقیقت کو جانتی ہے۔ اس کا فعل صابرانہ فعل ہے اور وہ اپنی ماں کی سچی یادگار ہے۔ وہ حقیقت کو جانتے ہوئے اپنے دل پر قابو پائے ہوئے ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کے لئے ایک لمبی دعا بھی تحریر فرمائی جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے: اللہ تعالیٰ اس ننھی سی کلی کو مُرجھا جانے سے محفوظ رکھے۔ وہ اس چھوٹے سے دل کو اپنی رحمت کے پانی سے سیراب کرے اور اچھے خیالات اور اچھے افکار اور اچھے جذبات کی کھیتی بنائے جس کے پھل ایک عالم کو زندگی بخش، ایک دنیا کے لئے موجب برکت ثابت ہوں……

حضرت مصلح موعودؓ نے 26 دسمبر 1951ء کو آپ کا نکاح ہمراہ محترم پیرمعین الدین صاحب ولد محترم پیر اکبر علی صاحب ایک ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ خطبہ نکاح میں حضور نے فرمایا کہ احباب کو معلوم ہوگا کہ میں اپنی لڑکیوں کا نکاح صرف واقفین زندگی سے کررہا ہوں اور اس رشتہ میں بھی میرے لئے یہی کشش تھی کہ لڑکا واقف زندگی ہے۔

محترم پیرمعین الدین صاحب ایک علمی شخصیت کے مالک خادم سلسلہ تھے۔ انہوں نے دیگر جماعتی خدمات کے علاوہ قرآن کریم کا وسیع مطالعہ کیا اور اس کے معارف اور خزائن کے بارہ میں تحقیقی اور علمی کام کرکے کتب تحریر کیں۔ ان کی وفات 12 ستمبر 2006ء کو بعمر 81 سال ہوئی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو مختلف مواقع پر آنے والی خوابوں اور رؤیا میں دیکھا۔ چنانچہ ’’رؤیا وکشوف سیدنا محمودؓ‘‘ میں رؤیا نمبر 507,407 اور 608 میں خاص طور پر آپ کا ذکر موجود ہے۔ 11 دسمبر 1954ء کے رؤیا کے بارہ میں حضور فرماتے ہیں کہ ’’انہوں (حضرت سارہ بیگم صاحبہ۔ ناقل) نے کہا کہ آپ تو مجھ سے خفا ہوگئے ہیں۔ میں نے کہا تم نے تو مجھے چھیرو (امۃالنصیر) جیسی بیٹی دی ہے۔ میں خفا کیسے ہوسکتا ہوں‘‘۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 29 اگست 2011ء میں مکرم الطاف حسین صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے جو اُس وقت کہا گیا جب کئی ماہ کے وقفہ کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیارت انہوں نے MTA پر کی۔

چشمِ ویران کو دیدہ ور مل گیا دل کی بے چینیوں کو قرار آ گیا
بعد مدّت کے آقا ہوئے جلوہ گر سارے زنداں پہ رنگِ بہار آ گیا
جس کی آواز ہے اک پیامِ سحر جس کی مسکان ہے اک نئی زندگی
وہ معطر وہ مسحور شیریں بیاں سامنے آنکھ کے شہر یار آ گیا
اس کا دستِ شفا مستجاب الدعا اس کی ہر اک ادا سنّتِ مصطفیٰؐ
ہم فقیروں کا دنیا میں ہے آسرا بن کے سایۂ ربِّ ستّار آ گیا
ہے جدائی تری زندگی پہ گراں دید آقا کی ہے وجہِ تسکینِ جاں
اذنِ دیدار کی منتظر آنکھ کو جانے کس آن پیغامِ یار آ گیا
آسمانِ عقیدت کا وہ دیوتا عشق کی سلطنت کا جو ہے بادشاہ
عصرِ حاضر میں اسلام کا رہنما ، ہے خلافت کا وہ تاجدار آ گیا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
May 13, 2016 – May 19, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday May 13, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Al-Fat'h, verses 1-12 with Urdu translation.
00:35	Dars Majmooa Ishteharaat: Commentary on the writings and announcements made by the Promised Messiah (as).
01:00	Yassarnal Quran: Lesson no. 11.
01:25	Reception In Hamburg: Recorded on December 05, 2012.
02:40	Spanish Service
03:10	Pushto Muzakarah
03:45	Tarjamatul Qur'an Class: Verses 88-110 of Surah Aale Imraan by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu and Arabic. Class no. 41. Recorded on March 08, 1995.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 77.
06:00	Tilawat: Surah Al-Fat'h, verses 13-21 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 12.
07:00	Press Conference At Jamia Ahmadiyya Germany: Recorded on December 17, 2012.
07:30	In His Own Words
08:15	Rah-e-Huda: Recorded on May 07, 2016.
09:50	Indonesian Service
10:50	Deeni-O-Fiqahi Masail
11:30	Live Transmission From Baitul Futuh
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Transmission From Baitul Futuh
13:35	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 283-287.
13:50	Seerat-un-Nabi: Life and character of the Holy Prophet (saw) on 'bravery'.
14:35	Shotter Shondhane: Rec. March 31, 2012.
15:35	Braheen-e-Ahmadiyya
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:30	Press Conference At Jamia Germany [R]
18:55	Braheen-e-Ahmadiyya [R]
19:35	Open Forum
20:20	Deeni-o-Fiqahi Masail
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday May 14, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Yassarnal Quran
01:00	Press Conference At Jamia Ahmadiyya Germany
01:25	Braheen-e-Ahmadiyya
02:10	Friday Sermon: Recorded on May 13, 2016.
03:20	Rah-e-Huda: Recorded on May 07, 2016.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 78.
06:00	Tilawat: Surah Al-Fat'h, verses 22-30 with Urdu translation.
06:10	In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
06:40	Al-Tarteel: Lesson no. 35.
07:05	Ansarullah Ijtema Address: Rec. Oct 19, 2014.
08:30	International Jama'at News
09:00	Question & Answer Session: Rec. May 24, 1997.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:15	Tilawat: Surah Al-Imran, verses 1-15.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Maidane Amal Ki Kahani
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Ansarullah Ijtema Address [R]
19:40	Faith Matters: Programme no. 187.
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda [R]
22:30	Story Time [R]
22:50	Friday Sermon [R]

Sunday May 15, 2016

00:05	World News
00:20	Tilawat
00:35	In His Own Words
01:05	Al-Tarteel
01:30	Ansarullah Ijtema Address
02:50	Friday Sermon: Recorded on May 13, 2016.
04:00	The Bigger Picture: Recorded on May 10, 2016.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 79.
06:00	Tilawat: Surah Al-Hujuraat, verses 1-10 with Urdu translation.
06:15	Yassarnal Quran: Lesson no. 12.
06:35	Huzur Ke Saath Tulaba Ki Nashist: An educational programme with Kahlifatul Masih V (aba) and students of Jamia UK. Recorded on January 19, 2013.
08:20	Faith Matters: Programme no. 189.
09:15	Question & Answer Session: Rec. May 21, 1995.
10:15	Indonesian Service
11:20	Friday Sermon: Spanish Translation of Friday sermon delivered on January 23, 2015.
12:20	Tilawat: Surah Al-Imran, verses 16-27.
12:30	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
12:40	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 12.
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 13, 2016.
14:10	Shotter Shondhane: Recorded on April 01, 2016.
15:10	Huzur Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
16:55	The Significance Of Flags
17:10	Kids Time: Programme no. 29.
17:40	Yassarnal Quran [R]
18:05	World News
18:25	Huzur Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
19:30	Live Beacon Of Truth
20:40	Roots To Branches: The life and character of the Promised Messiah (as).
21:15	In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
21:50	Friday Sermon [R]
23:00	Question And Answer Session [R]

Monday May 16, 2016

00:05	World News
00:25	Tilawat
00:40	Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein: Prog. no. 02.
00:55	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 12.
01:15	Huzur Ke Saath Tulaba Ki Nashist
03:00	Roots To Branches
03:30	Friday Sermon: Recorded on May 13, 2016.
04:40	The Significance Of Flags
04:55	Liqa Maal Arab: Session 80.
06:00	Tilawat: Surah Al-Hujuraat, verses 11-19.
06:15	Al-Tarteel: Lesson no. 35.
06:40	Peace Conference: Recorded on March 23, 2013.
08:10	International Jama'at News
08:45	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: An Urdu discussion on the life and character of the Promised Messiah (as).
09:05	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on December 15, 1997.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on December 18, 2015.
11:05	Jalsa Salana Qadian Speech: Recorded on December 28, 2015.
11:25	History Of Jalsa Salana
12:00	Tilawat: Surah Al-Imran, verses 28-41.
12:15	Al-Tarteel [R]
12:40	Friday Sermon: Recorded on June 25, 2010.
14:00	Shotter Shondane: Recorded on April 02, 2016.
15:05	Jalsa Salana Qadian Speech [R]
15:25	History Of Jalsa Salana [R]
16:00	The Bigger Picture: Recorded on April 26, 2016.
17:00	Jamia Ahmadiyya Rabwah
17:20	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Peace Conference [R]
19:50	Somali Service
20:20	Dars-e-Hadith
20:35	Hamari Taleem
20:55	Servants of Allah: The life of Bashir Ahmad Orchard Sahib.
21:45	Friday Sermon [R]
23:05	Jalsa Salana Qadian Speech [R]
23:25	History Of Jalsa Salana [R]

Tuesday May 17, 2016

00:00	World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:40	Al-Tarteel
01:05	Peace Conference
02:35	Kids Time
03:00	In His Own Words
03:30	Friday Sermon
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 81.
06:00	Tilawat: Surah Al-Qaaf, verses 1-19 with Urdu translation.
06:15	Yassarnal Quran: Lesson no. 22.
06:35	Huzur Ke Saath Tulaba Ki Nashist: Recorded on January 19, 2013.
08:25	Open Forum
09:00	Question & Answer Session: Rec. May 21, 1995.
10:00	Indonesian Service
10:55	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on May 13, 2016.
12:00	Tilawat: Surah Al-Imran, verses 42-56.
12:10	In His Own Words
12:45	Yassarnal Quran [R]
13:00	Faith Matters: Programme no. 188.
14:00	Shotter Shondane: Recorded on April 02, 2016.
15:05	Spanish Service: Programme no. 13.
15:40	Open Forum
16:15	Food For Thought
17:00	Aao Kahani Sunain
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Huzur Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
20:05	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on May 13, 2016.
21:05	The Bigger Picture
21:55	Noor-e-Mustafwi: Discussion on the different aspects of the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
22:10	Faith Matters: Programme no, 188.
23:00	Question And Answer Session [R]

Wednesday May 18, 2016

00:05	World News
00:20	Tilawat
00:30	Dars Majmooa Ishtihirat
01:00	Yassarnal Quran
01:20	Huzur Ke Saath Tulaba Ki Nashist
03:05	Aao Kahani Sunain
03:50	Food For Thought-Obesity
04:20	Australian Service
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 82.
06:00	Tilawat: Surah Qaaf, verses 20-46 with Urdu translation.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 35.
07:00	Lajna Ijtema Address: Rec. October 26, 2014.
08:30	Waqt-e-Masiha: The love of the Promised Messiah (as) for the Holy Qur'an.
08:55	Question And Answer Session: Recorded on August 30, 1991.
09:50	Indonesian Service
10:55	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on May 13, 2016.
12:00	Tilawat: Surah Al-Imran, verses 57-72.
12:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
12:25	Friday Sermon: Recorded on June 18, 2010.
13:55	Bangla Shomprochar
15:00	Deeni-o-Fiqahi Masail
15:30	Kids Time: Programme no. 26.
16:05	Waqt-e-Masiha
16:30	Faith Matters: Programme no. 186.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Lajna Ijtema Address [R]
19:50	French Service
20:55	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:25	Friday Sermon: Recorded on June 18, 2010.
22:55	Intekhab-e-Sukhan: Rec. May 14, 2016.

Thursday May 19, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	In His Own Words
01:05	Lajna Ijtema Address
02:35	Deeni-O-Fiqahi Masail
03:05	Open Forum
03:35	Roohani Khazaa'in Quiz: An Urdu quiz based on the book of the Promised Messiah (as).
03:55	Faith Matters: Programme no. 186.
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 83.
06:05	Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
06:45	Yassarnal Quran: Lesson no. 13.
07:05	An Audience With Hadhrat Khalifatul Masih V: Rec. March 23, 2013.
08:10	In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
08:40	Tarjamatul Quran Class: Rec. March 08, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Japanese Service
11:25	Ahmadiyyat In Belize
12:00	Tilawat: Surah Al-Imran, verses 73-82 and 83-92.
12:15	Dars Majmooa Ishteharaat [R]
12:40	Yassarnal Quran [R]
13:00	Beacon Of Truth: Recorded on May 15, 2016.
14:00	Friday Sermon: Recorded on May 13, 2016.
15:05	Hamara Aaqa
15:30	Islami Mahino Ka Ta'aruf
16:05	Persian Service: Programme no. 36.
16:30	Tarjamatul Quran Class [R]
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	An Audience With Hadhrat Khalifatul Masih V [R]
19:30	Live German Service
20:30	Faith Matters: Programme no. 187.
21:30	Tarjamatul Quran Class [R]
22:55	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 23 | Friday 13 May, 2016 | Issue No. 20

جنوبی امریکہ کے ملک فرنچ گیانا میں جماعت احمدیہ کے پہلے جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

متفرق موضوعات پر علمی وتربیتی تقاریر۔ مختلف سیاسی، سماجی اور مذہبی شخصیات کی طرف سے خصوصی پیغامات۔

نیشنل اخبار اور ٹیلیویژن کے ذریعہ ہزارہا افراد تک اسلام احمدیت کا پُرامن پیغام پہنچا۔

رپورٹ مرتبہ: صدیق احمد منور۔ مشنری انچارج فرنچ گیانا

سال 2007ء میں پہلی مرتبہ فرنچ گیانا میں احمدیت کا پیغام پہنچا۔ چند ابتدائی احمدیوں کی کوشش سے اسی سال ہی جماعت کی رجسٹریشن ہوگئی۔ 2012ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر یہ عاجز 15 نومبر 2012ء کو فرنچ گیانا کے شہر Matoury پہنچا اور ایک سال تک کرایہ کے مکان میں اسی شہر میں قیام کیا۔ مارچ 2013ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت جامعہ احمدیہ یوکے سے فارغ التحصیل نوجوان مبلغ عزیزم مکرم محمد بشارت صاحب کو خاکسار کے ساتھ کام کرنے کے لئے فرنچ گیانا بھجوایا۔

جماعت احمدیہ فرنچ گیانا اپنی تاریخ کے ابتدائی دَور میں ہے۔ قریباً دوسال سے جلسہ پیشگوئی مصلح موعودؓ، جلسہ سیرت حضرت مسیح موعودؑ، جلسہ یوم خلافت اور جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منعقد کرتی چلی آرہی ہے۔ لیکن اب جماعت نے اپنے جلسہ سالانہ کا پہلی مرتبہ انعقاد کیا ہے۔

گزشتہ سال جماعت احمدیہ فرنچ گیانا نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اس امر کے لئے درخواست دی کہ وہ اگرچہ تعداد میں ابھی چھوٹی ہے تاہم خواہشمند ہے کہ اپنے جلسہ سالانہ کا انعقاد کرے۔ جواباً حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجازت عطا فرمادی نیز جلسہ کی تاریخوں یعنی 2 اور 3/اپریل 2016ء کی بھی منظوری عطا فرمادی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

جلسہ سالانہ کی تیاری کا آغاز

جلسہ سالانہ کے جملہ انتظامات کو بہترین رنگ میں عملی جامہ پہنانے کے لئے درج ذیل ممبران پر مشتمل جلسہ سالانہ کمیٹی بنائی گئی:

1۔ ناظم اعلیٰ۔ مکرم اسماعیل Diedier Bruant صاحب
2۔ افسر جلسہ سالانہ۔ مکرم محمد بشارت صاحب
3۔ ناظم ضیافت۔ مکرم بہاء الدین الخطیب صاحب
4۔ ناظم جلسہ گاہ۔ مکرم ایوب شابان صاحب
5۔ ناظم ٹرانسپورٹ۔ مکرم Diara عبدو صاحب
6۔ ناظم خدمت خلق۔ مکرم عزیزم ابوبکری ثانی صاحب
7۔ ناظم Wind up۔ مکرم مصطفیٰ عبداللہ صاحب
8۔ ناظم سیکیورٹی۔ مکرم عظمان انوکی صاحب

جلسہ سالانہ کی تیاری کے سلسلہ میں سب سے پہلے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں خصوصی دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ ہماری خارق عادت طور پر نصرت فرماوے اور ہمارا پہلا جلسہ شاندار کامیابی سے ہمکنار ہو۔ لوگوں کو جلسہ کے لئے مدعو کرنے کے لئے خوبصورت دعوتی کارڈ طبع کرائے گئے۔ دعوتی کارڈ کے ساتھ جلسے کے دونوں اجلاسات کا پروگرام بھی منسلک کیا گیا۔ بعض لوگوں کو کارڈ بذریعہ پوسٹ ارسال کئے گئے اور بعض کو دستی۔ چونکہ یہاں بہت سے لوگ ہمسایہ ملک برازیل سے آئے ہوئے ہیں اور وہ پرتگیزی زبان بولتے ہیں اس لئے ان کے لئے پروگرام کا پرتگیزی ترجمہ فراہم کیا گیا۔ جلسہ سالانہ دو اجلاسات پر مشتمل تھا۔ 2/اپریل کو ہونے والے پہلے سیشن کا اہتمام احمدیہ مرکز کے عقبی حصہ میں کیا گیا تھا اور 3/اپریل کو منعقد ہونے والے اجلاس کا اہتمام ہوٹل Mont Joyeux Les Vagues میں کیا گیا۔

پرچم کشائی کی تقریب اور پہلا اجلاس

احمدیہ مرکز کے صحن کے مشرقی حصہ میں فرنچ گیانا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ پرچم کشائی کی تقریب منعقد ہوئی۔ خاکسار (صدیق احمد منور) نے جماعت احمدیہ کا پرچم اور نیشنل صدر جماعت مکرم اسماعیل Didier صاحب نے فرانس کا جھنڈا لہرایا جس کے آخر میں خاکسار نے دعا کرائی۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا پہلے اجلاس کا انعقاد احمدیہ مرکز کے عقبی حصّہ میں ایک عارضی تیار کردہ ہال میں ہوا جس کو خوبصورت بینرز سے پُرکشش بنایا گیا۔ تقریب کے لئے ایک خصوصی اسٹیج بھی تیار کیا گیا جو مستقبل میں بھی استعمال ہوگا۔ ہال میں حاضرین جلسہ کے لئے کرسیوں کا اہتمام کیا گیا۔

اس اجلاس کی صدارت خاکسار نے کی۔ سب سے پہلے ایک عرب نوجوان محمد یوسف صاحب نے تلاوتِ قرآن سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص پڑھی جس کے معًا بعد فرنچ ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مبلغ سلسلہ محمد بشارت صاحب نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا نیز اس کا فرنچ ترجمہ بھی پیش کیا۔

ازاں بعد خاکسار نے جلسہ سالانہ کی اہمیت اور اغراض و مقاصد کے عنوان پر تقریر کی اور بتایا کہ جماعت احمدیہ عالمگیر میں جلسہ سالانہ کو ایک خصوصی اہمیت ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الٰہی منشاء کے مطابق اس کی بنیاد رکھی اور اپنی زندگی میں ہی 1891ء میں قادیان میں جلسہ کا آغاز فرمایا۔ اس موقع پر راقم الحروف نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ تحریرات پڑھ کر سنائیں

جن میں حضورؑ نے اس بابرکت سالانہ اجتماع کے فوائد اور ثمرات پر روشنی ڈالی ہے۔ خاکسار نے بتایا کہ فرنچ گیانا میں یہ ہمارا پہلا جلسہ سالانہ ہے۔ اب آئندہ ہر سال یہ بابرکت پروگرام منعقد ہوا کرے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

پروگرام کے مطابق اگلی تقریر صدر مجلس خدام الاحمدیہ فرنچ گیانا مکرم عزیزم ابوبکر ثانی صاحب کی تھی۔ انہوں نے ''مَیں نے احمدیت کیوں قبول کی ہے'' کے موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ میں پیدائشی مسلمان ہوں اور میرا تعلق Benin سے ہے۔ مَیں چندسال جنوبی افریقہ بھی رہا ہوں اور احمدیہ جماعت کا نام عرصہ سے سنا تھا لیکن ایک منفی تصویر میرے ذہن پر نقش تھی۔ جماعت احمدیہ کے دنیا میں مخالفین یہ انتہائی جھوٹا پراپیگنڈا کرتے ہیں کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں، ان کا کلمہ اور ہے یہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے۔ ان کا قبلہ قادیان ہے اور یہ مرزا غلام احمد کو سب نبیوں سے افضل شمار کرتے ہیں وغیرہ۔ مَیں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ فرنچ گیانا آکر پہلی مرتبہ جماعت سے رابطہ ہوا۔ کتب کا مطالعہ کیا، مبلغین سے گفتگو کی اور یہ دیکھ کر کہ احمدی لوگ اسلام کے سچے عاشق ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور سب نبیوں سے افضل و اعلیٰ گردانتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جماعت احمدیہ میں نظام خلافت جاری ہے اور مَیں نے دیکھا کہ ہر احمدی خلیفۂ وقت کی آواز پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتا ہے تو یہ سب امور دیکھ کر اور احمدی افراد اور مبلغین کے کردار کو دیکھ کر میں جماعت احمدیہ میں داخل ہوگیا ہوں۔

مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ کی تقریر کے بعد ہمارے ایک عرب بھائی از ملک شام مکرم بہاء الدین صاحب الخطیب نے عربی زبان میں حاضرین سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے شام کے مخدوش حالات کی وجہ سے اپنا وطن چھوڑ دیا اور ایک طویل اور تھکا دینے والے سفر کے بعد فرنچ گیانا پہنچا ہوں اور مقصد یہ ہے کہ امن و امان حاصل ہو اور اپنی اولاد کی تعلیم کا بھی بند و بست ہو جائے۔ اس لئے میں نے حکومت فرانس سے اسائلم کی درخواست کی ہے۔ ایک روز سمندر کے کنارے پر برادرم صدیق احمد اور مکرم محمد بشارت صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مَیں نے ان سے اپنی مشکلات کا ذکر کیا۔ انہوں نے بلاتاخیر میرے اور میری اہلیہ اور بیٹے کے لئے احمدیہ مرکز میں ایک کمرہ مہیا کردیا۔ میں آپ سے یہ بات نہیں چھپاتا کہ میں نے اپنی ساری زندگی میں کبھی احمدیہ جماعت کا نام نہیں سنا تھا۔ احمدیہ مرکز میں قیام کے دوران میں نے اس امر کو پسند کیا کہ میں احمدیت کا تعارف حاصل کروں اور بالخصوص اس وجہ سے بھی کہ میں ان کے مرکز میں قیام پذیر ہوں۔ پھر میں نے برادرم صدیق احمد صاحب سے کتب لے کر ان کا مطالعہ کیا۔ پھر عربی زبان میں مترجم درج ذیل کتب کا مطالعہ کیا: کشتی نوح، ضرورۃ الامام، الخلافۃ والنبوۃ، البراھین الاحمدیہ، مکتوب احمد اور اَب حقیقۃ الوحی پڑھ رہا ہوں۔ شروع میں ان تحریرات نے اپنی فصاحت و بلاغت

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں